تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　　لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　۲۸/جنوری ۱۹۹۸ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف و محاسن

ایک موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفیق قدیم ضرار بن ضمرہ سے (جنہیں ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے اور انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا) حضرت علیؓ کے اوصاف و محاسن بیان کرنے کی فرمائش کی تو انہوں نے کہا:

"واللہ وہ بڑے بلند ہمت اور مضبوط اعصاب کے مالک تھے' آپ کی بات قول فیصل اور آپ کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوتا' آپ کے ہر پہلو سے علم کا چشمہ ابلتا' آپ کو دنیا اور اس کے زیب و زینت سے وحشت رہتی تھی' رات کی تنہائی اور تاریکی میں آپ بہت مانوس تھے' خدا کی قسم آپ بہت ہی رونے والے' طویل غور و فکر میں رہنے والے تھے' آپ اپنی ہتھیلی کو پلٹ کر اپنے آپ سے مخاطب ہوتے اور اپنا محاسبہ کرتے' آپ کو موٹا جھوٹا لباس اور روکھا پھیکا کھانا پسند تھا' وہ ہم میں ہماری ہی طرح رہتے تھے' جب ہم کوئی بات پوچھتے تو بشاشت سے جواب دیتے اور جب ہم ان کے پاس آتے تو خیریت طلبی میں پہل کرتے' آپ ہماری دعوت پر ہمارے یہاں تشریف لاتے لیکن ان کی شفقت اور اپنی نیاز مندی اور بے تکلفی کے باوجود ہم رعب کے مارے زیادہ گفتگو نہ کرتے' مسکراتے تو ان کے دانت موتیوں کی لڑی معلوم ہوتے' وہ دینداروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں سے محبت رکھتے تھے' کوئی بااثر شخص ان سے کسی غلط کام کی امید بھی نہیں کر سکتا تھا' اور نہ کمزور آدمی ان کے عدل سے محروم و مایوس ہو سکتا تھا۔

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں کبھی کبھی اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ رات ڈھل چکی ہے' اور ستارے ڈوبنے لگے ہیں اور آپ اس وقت اپنی محراب میں اپنے محاسن شریف پکڑے ہوئے سانپ کاٹے ہوئے شخص کی طرح بے چین ہیں اور کسی غمزدہ کی طرح رو رہے ہیں' اور میں انہیں یہ کہتے سن رہا ہوں کہ:

"اے دنیا! کیا تو مجھے نشانہ بنانا چاہتی ہے اور میرے لئے بن سنور کر آئی ہے؟ دور ہو! دور ہو!! اور میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے میں نے بغیر رجعت کے تجھے تین طلاقیں دیں' تیری عمر مختصر' تیرا عیش حقیر' اور تیرا خطرہ بہت بھاری ہے' آہ! زاد سفر کم! سفر لمبا' اور راستہ وحشت ناک ہے۔"

(صفۃ الصفوۃ : علامہ ابن جوزی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

رمضان' قرآن اور پاکستان

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی زبردست کامیابی سے قیام پاکستان کی راہ میں تمام رکاوٹیں دور ہو چکی تھیں لیکن پھر بھی ۱۹۴۷ء کے آغاز میں کوئی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان اسی سال دنیا کے نقشہ پر حقیقت بن کر ابھر سکے گی۔ ایک ایسی مملکت جو دو حصوں پر مشتمل تھی' انگریز حاکموں اور برصغیر کی بڑی قوم ہندو کی شدید ترین مخالفت کے باوجود اس کا قائم ہو جانا ہی کچھ ناقابل فہم سا محسوس ہوتا ہے لیکن تشکیل پاکستان کے تاریخی واقعات کو مرحلہ وار دیکھیں تو اس سال ستائیس رمضان المبارک کی نصف شب کو قیام پاکستان کا اعلان خالصتاً "کن فیکون" کا مظہر محسوس ہوتا ہے۔ رمضان المبارک اسلامی کیلنڈر کا مبارک ترین مہینہ ہے' اس لئے کہ اس مہینے میں کلام الٰہی قرآن مجید فرقان حمید آسمان دنیا پر نازل ہوا اور ستائیس رمضان المبارک کی شب جس کے بارے میں گمان غالب ہے کہ یہ وہی شب قدر ہے جس کی شان بیان کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ۱۹۴۷ء کے رمضان المبارک میں جب یہ شب نصف گزر گئی تو ریڈیو لاہور سے ہمدانی صاحب کی رعب دار آواز گونجی "یہ ریڈیو پاکستان ہے"۔ عوامی سطح پر یہی اعلان پاکستان تھا۔ رمضان اور قرآن کا آپس میں تعلق انتہائی واضح' بین اور عام فہم ہے۔ قرآن خود اس تعلق کی واضح شہادت دیتا ہے۔ بے شمار احادیث مبارکہ اس تعلق پر روشنی ڈالتی ہیں۔ علماء کرام نے اس تعلق پر معلومات افروز بحثیں کی ہیں۔ خصوصاً امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے اس تعلق کے مختلف گوشوں پر جس باریک بینی سے گفتگو کی ہے اس کے بعد اس تعلق پر ہماری طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت ہے نہ گنجائش۔ البتہ رمضان المبارک جو قرآن کے نزول کا اور پاکستان کے قیام کا مہینہ ہے کے حوالے سے ہم قرآن اور پاکستان کے تعلق پر کچھ عرض کرنا اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

نظریہ پاکستان کی اصطلاح قیام پاکستان سے قبل ہی عام ہو گئی تھی اور قیام پاکستان کے بعد بھی عام بول چال اور روز مرہ کی گفتگو میں اس اصطلاح کا استعمال اتنا فراخدلانہ ہوا کہ یہ بچہ بچہ کی نوک زبان پر آ گئی۔ اکثریت یہ بھی جانتی ہے کہ نظریہ پاکستان سے مراد اسلام ہے لیکن انتہائی بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ نہ عوامی اور نہ ہی حکومتی سطح پر کوئی اس سے آگے بڑھ کر سوچنے اور سمجھنے کے لئے تیار ہے کہ نظریہ پاکستان جب تک عملی شکل اختیار نہیں کرتا اور پاکستان میں قانون سازی کا روح رواں نہیں بن جاتا' قیام پاکستان کے عملی تقاضے پورے نہیں ہوں گے اور نظریہ پاکستان کی حیثیت ایک بے جان بے روح عقیدہ کی سی ہو گی جس سے خیر برآمد نہیں ہو سکتا۔ نظریہ پاکستان یعنی اسلام کے یوں تو دو ماخذ ہیں قرآن اور حدیث رسولؐ' لیکن یہ دو بھی اس طرح اکائی بن جاتے ہیں کہ حضورؐ قرآن مجسم اور قرآن ناطق بھی تو کہلاتے ہیں۔ اس موقف کی تائید مزید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں سیرت رسولؐ کے بارے میں کچھ بتائیے۔ آپؓ نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ قرآن سیرت رسولؐ اور خلق رسول ہی کا تو بیان ہے' یعنی قرآن دین متین کا اصل منبع' سرچشمہ اور ماخذ ہے۔ لہذا نظریہ پاکستان کی آبیاری کے لئے یہاں جو پہلا کام ہونا چاہئے تھا وہ یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم کو عام کیا جاتا' قرآن کی زبان کو سیکھا اور سکھایا جاتا۔ آخر انگریزی زبان سیکھی جا سکتی ہے تو عربی کیوں نہیں سیکھی جا سکتی تاکہ قرآن کو براہ راست پڑھا اور سمجھا جا سکے۔ بلاشبہ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ اسے سمجھے بغیر بھی پڑھا جائے تو بھی ایک لطف' ایک سرور اور کیف محسوس ہوتا ہے لیکن عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر صراط مستقیم پر چلنے کے لئے احکامات خداوندی کو اپنا امام بنانا ہو گا۔ جو حکم ملے اس پر عمل کیا جائے اور جس سے روکا جائے اس سے رک جایا جائے۔ پاکستان میں مذہب سے تعلق تو بہت جذباتی رہا اور اب بھی ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمانان پاکستان نے عوامی اور حکومتی دونوں سطحوں پر عملی زندگی سے مذہب کو بالکل خارج کر رکھا ہے۔ لہذا قرآن کو چوما چاٹا تو بہت جاتا ہے' اسے ریشمی جزدان میں لپیٹ کر اونچی جگہ پر رکھا جاتا ہے' شادی کے موقع پر لڑکی کی رخصتی کے وقت دولہا دلہن کو اس کے نیچے سے گزارا جاتا ہے' پنچایتی جھگڑے قرآن کی قسم سے طے کر لئے جاتے ہیں' اس پر حلف لئے اور دیے جاتے ہیں۔

پاکستان جس کے بارے میں ہندو دانشوروں اور ماہرین اقتصادیات نے یہ expert opinion دیا تھا کہ پاکستان چھ ماہ سے ایک سال سے زائد وقت نہیں نکال سکے گا اور پکے ہوئے پھل کی طرح پھر بھارت کی جھولی میں آ گرے گا' لیکن نصرت خداوندی کے سہارے پاکستان لاکھوں لٹے پٹے مہاجروں کو پناہ دینے اور بسانے میں کامیاب ہو گیا۔ قیام پاکستان کے ۱۸ سال بعد ۱۹۶۵ء میں پاکستان دوسری بڑی آزمائش سے دوچار ہوا جب بھارتی افواج نے راتوں رات سرحد عبور کر کے پاکستان پر حملہ کر دیا۔ بھارت اس وقت بھی پاکستان سے پانچ گنا زیادہ طاقتور تھا اور دفاع کے تمام شعبوں میں پاکستان پر برتری رکھتا تھا۔ نظریہ پاکستان سے انحراف اور پاکستان کا مطلب کیا' لا الٰہ الا اللہ کا وعدہ ایفاء نہ کرنے کے باوجود اللہ رب العزت نے موقع دیا اور نصرت خداوندی سے ہم دشمن کے عزائم کو ناکام بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ دشمن ناکام و نامراد واپس لوٹ گیا لیکن اس کامیابی نے مسلمانان پاکستان کی دیدہ دلیری میں اضافہ کر دیا۔ لہذا لوٹ کھسوٹ میں اضافہ ہوا' کرپشن کی خبریں عام ہونے لگیں' سرکاری اثاثوں کو شیر مادر سمجھ کر گھٹا گھٹ پیا جانے لگا' فحاشی اور بے حیائی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا' اللہ اور رسولؐ کے احکامات کو دنیا سمیٹنے کے لئے پاؤں تلے روندا جانے لگا۔ غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے خدا کی ناراضگی کی رتی بھر پروا نہ کی گئی۔ لہذا صرف چھ سال بعد عذاب کا پہلا کوڑا ہماری پیٹھ پر پڑا' بھارت کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست ہوئی اور پاکستان دولخت ہو گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۹۳ ہزار فوجی اور سویلین پاکستانیوں کو جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ یہ نتیجہ تھا اس کتاب کو پس پشت ڈالنے کا' اس سے اعراض برتنے کا' جو ابدی ہدایت لے کر آئی ہے۔ اس سانحہ جانکاہ پر لوگوں کا شدید رد عمل سامنے آیا وہ ٹکریں مار مار کر شاہراہ قائد اعظم پر روتے ہوئے نظر آئے۔ خیال تھا کہ یہ حادثہ انقلاب لے آئے گا لیکن یہ جذبہ وقتی ثابت ہوا اور اس قوم نے ایسی کج روی اختیار کی جس کی نظیر ماضی میں نہیں مل سکتی۔ لہذا اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہم ایسی بند گلی میں داخل ہو چکے ہیں جس سے نکلنے کا کوئی راستہ بھائی نہیں دے رہا۔ ہم مصنوعی روشنیوں کے ذریعے راستہ ٹٹولنے کی کوشش کر رہے ہیں' ہم نے فطری روشنی کے مینار قرآن مجید پر ریشمی جزدانوں کے اتنے غلاف ڈال دیئے ہیں اور شعوری یا غیر شعوری طور پر کوشاں ہیں کہ حقیقت دبیز ریشمی پردوں میں چھپا دی جائے۔ ان حقائق کی روشنی میں ہم عوام اور حکومت دونوں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ اگرچہ ہم صراط مستقیم سے بہت دور جا چکے ہیں۔ ظلم' ناانصافی' کرپشن' خیانت' جھوٹ' بددیانتی اور منافقت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا لیکن مایوسی کفر ہے۔ ضرورت ہے واپس لوٹنے کی' قرآن کی طرف رجوع کرنے کی' جو نسخہ کیمیا ہے۔ ہمارے تمام مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ یہ ہمیں ماضی سے بھی آگاہ کرتا ہے اور مستقبل کے لئے رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا صرف پاکستان ہی نے قرآن حکیم سے اعراض کیا ہے' اسے پس پشت ڈالا ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ اس حال کو پہنچا ہے؟ کیا باقی نصف صد کے قریب اسلامی ممالک میں قرآن کا نظام نافذ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جس کے قیام کا جواز اسلام بتایا گیا۔ کسی اور اسلامی ملک نے اپنے نام کا مطلب لا الٰہ الا اللہ نہیں بتایا۔ علاوہ ازیں اگر دوسرے اسلامی ممالک نے بھی قرآن کو ترک کیا ہے تو کونسی دنیا میں عزت کمائی۔ آج پوری دنیا میں ایک اسلامی ملک بھی ایسا نہیں جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہو اور وقت کی سپر پاور سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتا ہو۔ سوائے ایران کے' وہ کسی قدر جرات رکھتا ہے شاید اس لئے کہ وہاں کسی قدر اسلام بحیثیت نظام زندگی کے قائم ہے۔

دنیاوی لذات کا گرویدہ ہو جانا فسق اور ان سے کنارہ کشی رہبانیت ہے

روزہ اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرنے اور ابدی راحت کے حصول کا سہل ترین ذریعہ!

تحریر: مولانا عبدالماجد دریابادی

کھانا انسان کی زندگی قائم رکھنے کے لئے ہے' یا انسان کی زندگی اس لئے ہے کہ اسے کھانے پینے کی لذتوں میں بسر کیا جائے؟ موجودہ مادی دنیا نے شق دوم کو اختیار کیا ہے' اور اس کا عمل بھی اسی پر ہے۔ مذہب نے شق اول کو اختیار کیا ہے' اور اپنے پیروؤں کو اس پر عمل کی ہدایت کی ہے۔

اسلام دین فطرت کا دوسرا نام ہے۔ اس میں کوئی شے فطرت انسان و فطرت کائنات کے مخالف نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک طرف اپنے پیروؤں کو جائز لذتوں سے لطف اٹھانے کی بار بار دعوت دیتا ہے اور دوسری طرف قدم قدم پر "لا تسرفوا!" (دائرہ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھو) کی تاکید بھی کرتا جاتا ہے۔ لذتوں پر جھک پڑنے کا نام فسق ہے اور لذتوں سے بالکل کنارہ کش ہو جانے کو رہبانیت کہتے ہیں۔ اسلام نے جو شاہراہ ہدایت دنیا کے سامنے پیش کی ہے' وہ فسق و رہبانیت دونوں سے بچ کر ان کی درمیانی راہ ہے۔

خواص جب گمراہ ہوتے ہیں تو رہبانیت کے ڈھرے پر پڑ جاتے ہیں جبکہ عوام کی گمراہی کا نام فسق ہے۔ نفس انسانی میں لذتوں پر جھک پڑنے کا قدرتی میلان موجود ہے۔ انسان اکثر انہی لذتوں پر گرتا ہے اور ایسا گرتا ہے کہ انسانیت سے گزر کر بہیمیت کے غار تک پہنچ جاتا ہے۔

روح کو چاہئے کہ روز بروز لطافت کی جانب ترقی کرتی جائے تاکہ جب جسم سے جدا ہو جانے کا وقت آئے تو اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کر کے جو از سرتاپا نور و لطافت ہے' وصل و وصال کا وہ انتہائی لطف و سرور حاصل کرے جس کا نام مذہب کی اصطلاح میں جنت ہے۔ لیکن انسان جب فسق میں مبتلا ہو جاتا ہے یعنی ان مادی لذتوں میں پڑ جاتا ہے جو اس کی روحانی صحت کے حق میں مضر ہیں' تو رفتہ رفتہ اس کی روح کثافت اور گندگی میں آلودہ رہنے لگتی ہے' یہاں تک کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد اس میں اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ اور مجبوراً اسے تنزل کر کے مادہ کی کثافتوں اور آلائشوں کے مرکز سے آمیز ہونا پڑتا ہے' جو اس سے کوئی بھی طبعی و خلقی مناسبت نہیں رکھتے' اس لئے اسے انتہائی اذیت و تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور اس کو مذہب کی اصطلاح میں دوزخ کہتے ہیں۔

اسلام خلق اللہ کو راحت و سرور کی انتہائی منزل تک پہنچانے کا بہترین راہبر ہے۔ اس نے چن چن کر اپنے نظام و آئین میں وہی باتیں رکھی ہیں جو روح کی فطری صلاحیت کو بڑھائیں اور گندگی و کثافت میں آلودہ ہونے سے اسے محفوظ رکھیں۔ ان سب تدبیروں میں سے ایک اہم تدبیر کا نام روزہ ہے۔ محض بھوکا اور پیاسا رہنا یا خواہ مخواہ کسی کو اپنے تئیں گرسنگی و تشنگی کی تکلیف میں مبتلا کرنا ہرگز روزہ کا مدعا نہیں۔ روزہ کی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ انسان کچھ دیر کے لئے تمام اہم لذات مادی کی طرف سے بے توجہ ہو کر روح کو اپنی صفائی و پاکیزگی کی جانب متوجہ ہونے کا موقع دے۔ قرآن پاک میں روزہ کی غایت دو لفظوں میں فرما دی ہے۔ "لعلکم تتقون" تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ "تقویٰ" کے معنی بچنے کے ہیں۔ بچنا کس شے سے؟ ہر اس شے سے جو روح کی پرواز ترقی میں حائل ہوتی ہے' ہر اس شے سے جو روح کے جوہر لطیف کے حق میں زہر کا اثر رکھتی ہے۔ ہر اس شے سے جو روح کو کثافتوں اور آلائشوں کی دلدل میں پھنسائے رکھتی ہے۔ قرآنی بلاغت کا یہ معجزہ ہے کہ اس سارے مفہوم کو ایک لفظ تتقون کے ذریعہ سے ادا کر دیا۔

نماز اور روزہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے دو جداگانہ چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی حقیقت کے ایجابی و سلبی' مثبت و منفی' دو پہلو ہیں۔ نماز کی حیثیت فاعلی ہے یعنی دربار خداوندی میں حاضری دو' اپنی روح جزئی کا براہ راست تعلق روح کلی سے پیدا کرو۔ روزہ کی حیثیت انفعالی ہے' یعنی ان چیزوں سے بچو جو اس راہ میں حائل ہوتی ہیں' جو روح کو اس رفتار ترقی کے ناقابل بناتی ہیں۔ طبیب حاذق علاج بھی کرتا ہے اور پرہیز بھی بتاتا ہے۔ شفا اسی وقت ممکن ہے جب مریض دونوں ہدایتوں پر عمل کرے۔ نماز بمنزلہ دوا ہے اور روزہ بمنزلہ پرہیز۔ دوا اور پرہیز دونوں کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ظاہر ہے۔

دنیا کے کامل ترین انسانؐ کو نماز کے بعد جو عبادت سب سے زیادہ محبوب تھی وہ روزہ تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے کہ اہل خاندان اور اصحاب" بعض اوقات دنگ رہ جاتے۔ وجہ کھلی ہوئی ہے۔ اعلیٰ ترین روح کو روحانی پاکیزگی و صفائی کے نمونے بھی بہترین اور کامل ترین دکھانے تھے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا جس جس نے عمل کیا وہ اپنی مراد کو پہنچ کر رہا۔

کھانے پینے میں زیادتی کرنا' عورت سے میل ملاپ پر حریص ہونا' جھوٹ بولنا' سخت کلامی کرنا' کسی کا دل دکھانا' کسی کے پیچھے اس کا برائی سے ذکر کرنا' مال و دولت کی ہوس کرنا' یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو روح کی لطافت کو صدمہ پہنچاتی ہیں' اس کی بالیدگی کو روک دیتی ہیں' اس میں تازگی کی بجائے پژمردگی پیدا کرتی ہیں۔ اور جسم و مادہ کی کثافتوں کو بڑھاتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی تمام چیزوں سے بچنے اور پرہیز کرنے کا نام روزہ ہے۔ اور روزہ دار کے لئے یہ سب امور ممنوع ہیں۔

انسان اگر اپنی عمر کا بیشتر حصہ ان پابندیوں کے ساتھ گزار سکے تو اس کے مرتبہ کا کیا پوچھنا لیکن کم از کم سال کا بارہواں حصہ تو اس طرح گزارنا اپنے لئے لازمی سمجھے۔ اور اگر بہت سے بندے مل کر ایک خاص زمانہ اس کے لئے مقرر کر لیں' جس میں وہ سب شریک ہوں تو شرکت و اجتماع کی بنا پر نفس روزہ کی برکتیں بدرجہا بڑھ سکتی ہیں۔ مگر سب کا اپنے ارادہ سے ایک خاص زمانہ مقرر کرنا ممکن نہیں' کسی کو کبھی سہولت ہوگی' کسی کو کبھی۔ اس لئے خود شریعت نے (راحت و سرور ابدی کی منزل کے بہترین ہموار ترین و محفوظ ترین راستہ کا نام شریعت ہے) ایک خاص مہینہ کا تعین کر دیا' جسے رمضان سے موسوم کرتے ہیں۔

خدائے اسلام جس طرح ہمارے رکوع و سجود' ہماری تکبیر و تسبیح سے بے نیاز ہے' اسی طرح اسے ہمارے بھوکے اور پیاسے رہنے' ہمارے روزہ و تراویح اور سحری و افطار کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ یہ تمام امور صرف ہمارے نفع و فائدہ کے لئے ہیں۔ ہماری طبیعتیں اور سرشتیں چونکہ شیطانی اثرات سے مسخ ہو چکی ہیں۔ اس لئے آج بہتوں کو روزہ کی پابندی ایک بار معلوم ہوتی ہے لیکن کل جب حجابات دور ہو جائیں گے' جب آنکھیں کھل جائے گی اس وقت اندازہ ہو سکے گا کہ روح میں اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرنے کے لئے اور ابدی سرور و دائمی راحت حاصل کرنے کے لئے روزہ کتنا سہل' آسان اور مفید موثر نسخہ تھا۔ کاش ہمارے سب بھائیوں کی آنکھیں آج ہی اس وقت اندازہ ہو سکے گا کہ روح میں اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرنے کے لئے اور ابدی سرور و دائمی راحت حاصل کرنے کے لئے روزہ کتنا سہل' آسان مفید موثر نسخہ تھا۔ کاش ہمارے سب بھائیوں کی آنکھیں آج ہی کھل جائیں۔

ضروری اطلاع

قارئین مطلع رہیں کہ عیدالفطر کی تعطیلات کی وجہ سے ندائے خلافت کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ (ادارہ)

مغرب نے "حقوق" کے دلفریب نام پر عورت کے فرائض میں اضافہ کر دیا ہے

مساوات مرد و زن کے علمبردار ملک امریکہ کی صدارت کے منصب جلیلہ پر آج تک کوئی عورت فائز نہیں ہو سکی!

اہل مغرب نے مذہب کو انسان کا نجی معاملہ قرار دے کر اسے "ریاست بدر" کر دیا ہے

امریکہ کی خاتونِ اول ہیلری کلنٹن کے اسلام کے معاشرتی نظام پر اعتراض کا جائزہ

تحریر: سید مظہر علی ادیب

امریکہ کی خاتون اول ہیلری کلنٹن نے اعتراض کیا ہے کہ اسلام نے وراثت، طلاق اور شہادت کے ضمن میں عورت کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے (نوائے وقت ۱۴/دسمبر) متعدد علماء کرام نے ہیلری کے اس بیان کی مذمت کی ہے لیکن محض "مذمت" کے ساتھ ساتھ ہمیں اس خاتون کے اعتراضات کا مدلل جواب بھی دینا چاہئے اور ان کا گہرا علمی جائزہ لینا چاہئے۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ اہل مغرب کی کسی اہم شخصیت نے اسلام کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے اور مسلمان عورت کے ساتھ "بے انصافی" کی بات کی ہے۔

بے شک وراثت کے معاملے میں اسلام نے مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق رکھا ہے، مرد کو عورت کے مقابلے میں زیادہ حصہ ملتا ہے لیکن اس کی وجہ بڑی واضح ہے۔ مرد تنہا خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے، اسلام نے عورت پر خاندان تو کجا رہا، خود اپنی کفالت کا بوجھ بھی نہیں ڈالا۔ شادی سے پہلے عورت کا نان و نفقہ والد اور بھائیوں کی ذمہ داری ہے اور شادی کے بعد یہ فرض اس کے شوہر کا ہو جاتا ہے۔ والد، بھائی، شوہر اور نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں خاندان کے دوسرے مردوں کی یہ ذمہ داری ہے۔ عورت ملازمت، تجارت، یا وراثت کے ذریعہ کتنا ہی مال کمائے یا حاصل کرے، وہ تنہا اس مال و دولت کی حقدار ہے۔ مہر کی رقم (خواہ لاکھوں میں ہو) شادی کے وقت ملنے والے تحفے تحائف زیور، کپڑے، مکان، نقدی، طلاق کی صورت میں متاع اور عدت کے دوران نان و نفقہ کی رقم وغیرہ ان سب کی عورت ہی مالک ہوتی ہے اور خاندان کے کسی فرد کی کفالت پر وہ کچھ خرچ کرنے کی مکلف نہیں ہے۔ یہ سارا پیسہ اسی کے پاس رہتا ہے اور وہ اسے اپنی مرضی سے جائز کاموں پر خرچ کر سکتی ہے۔ ان حالات کی روشنی میں اسلام اگر مردوں کو وراثت میں زیادہ حصہ نہ دیتا تو یہ مردوں کے ساتھ ناانصافی ہوتی اس لئے کہ خاندان کے لئے خوراک، مکان، تعلیم و تربیت اور شادی بیاہ کے کل اخراجات اسی نے مہیا کرنے ہوتے ہیں۔

ہمیں اسلام کے اصولوں کو اس پورے نظام زندگی کے پس منظر میں دیکھنا اور پرکھنا چاہئے۔ اگر میت کی اولاد ہو تو ماں اور باپ کو وراثت میں برابر برابر حصہ ملتا ہے، اس لئے کہ جس شخص کی اولاد بھی صاحب اولاد ہو تو اس کی معاشی ذمہ داریاں بڑی حد تک کم یا ختم ہو جاتی ہیں اور اس کی حیثیت بالعموم اپنے پوتے پوتیوں کے محض سرپرست کی ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ شریعت نے طلاق کا حق عورت کی بجائے مرد کو دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد خاندان کا کفیل، نگران یا قوام ہے۔ مرد کو طلاق دینے سے پہلے سو بار سوچنا پڑتا ہے کیوں کہ طلاق کی صورت میں

جوابِ آں غزل

اسے روپے پیسے کا کثیر نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ بیوی کو دیا ہوا مہر واپس نہیں لے سکتا، اگر مہر ادا نہیں کیا تو اسے ادا کرنا پڑے گا۔ طلاق کے بعد بیوی اپنا زیور، کپڑا، سامان واپس لے جائے گی اور جو کچھ مرد نے عورت پر خرچ کیا ہوتا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گا۔ پھر اگر وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے از سرنو مہر ادا کرنا ہوگا اور دوسرے اخراجات الگ برداشت کرنے پڑیں گے۔ اگر پہلی بیوی کے بچے ہوں تو ان کی کفالت بھی کرنی ہوگی۔ طلاق سے عورت کا اس قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوتا لہٰذا اگر اسے حق طلاق دے دیا جائے تو وہ اسے بے دریغ استعمال کرے گی (مغربی ممالک میں عورت کو طلاق کا حق حاصل ہے اور وہ اس حق کو بسا اوقات شوہر کے خراٹے لینے کی مضحکہ خیز بنیاد پر بھی استعمال کرتی ہے)۔ علاوہ ازیں عورت مرد کی نسبت زیادہ جذباتی ہوتی ہے اور وہ کسی بھی وقت جوش اور جذبے کے تحت مرد سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے، جس سے معاشرے میں طلاق کا تناسب بہت زیادہ بڑھ جائے گا (تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق مغرب میں ہر تیسری شادی کا انجام طلاق ہوتا ہے اور اس "انجام" سے بڑے بڑے شاہی خاندان اور وزیر و کبیر بھی نہیں بچ سکے ہیں)۔ طلاق کے بعد بھی عدت تک عورت کا نان و نفقہ اور سکنیٰ (مکان) مرد کے ذمہ ہے۔ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینا غیر مسنون اور ناپسندیدہ طریقہ ہے۔ طلاق ایک ایک مہینے کے وقفے سے (یا تین طہر میں) دینے کا طریقہ مسنون ہے۔ علاوہ ازیں طلاق کے بعد مطلقہ کو مہر مثل کے نصف کے برابر (یا دستور و رواج کے مطابق، دونوں کی معاشی و سماجی حیثیت کو ملحوظ رکھ کر) "متاع" بھی دیئے جانے کا حکم ہے (البقرہ: ۲۴۱)۔ الغرض اسلام نے طلاق کے معاملے میں عورت کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی ہے اور نہ ہی اسے کسی طور پر بے یار و مددگار چھوڑا ہے۔

قانون شہادت کے بارے میں بھی یہ محض لاعلمی و غلط فہمی اور تعصب ہے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ بے شک حدود و قصاص میں عورت کی شہادت قابل قبول نہیں ہے لیکن زندگی کے دوسرے حقوق و معاملات میں تجارت، قرض، مالی لین دین، کفالت و کالت، طلاق و وصیت اور وراثت میں عورت کی شہادت قبول کی جاتی ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ان معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ البتہ جو معاملات عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں عورتوں کی شہادت کافی ہے جیسے ولادت کے وقت بچے کی زندگی کی شہادت، اس امر کی شہادت کہ آیا کوئی عورت بالغ ہے یا نابالغ باکرہ ہے یا نہیں، عورتوں کے مخصوص جنسی عیوب اور امراض کی شہادت وغیرہ۔ حدود و قصاص میں عورت کی گواہی اس وجہ سے قبول نہیں کی جاتی کہ ان کا تعلق انفرادی و اجتماعی قتل، آبروریزی، چوری، ڈکیتی وغیرہ جیسے بھیانک جرائم سے ہے اور ان جرائم کے بارے میں عورت کا علم اور مشاہدہ اتنا مکمل نہیں ہو سکتا جتنا مرد کا

ہوتا ہے۔ عورت کے لئے ایسے سنگین جرائم کا اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ مشاہدہ کرنا' انہیں پوری طرح محفوظ رکھنا اور ٹھیک ٹھیک بے کم و کاست عدالت کے روبرو پیش کرنا آسان نہیں ہے۔ ان معاملات میں عدالت کو عورت کے بیانات سے وہ یقین نہیں ہو سکتا کہ جو مرد کے بیانات سے ہوتا ہے' اس میں شک و شبہ کا پہلو غالب رہے گا۔ ادھر اسلام کا سختی کے ساتھ حکم ہے کہ بغیر مضبوط ثبوت کے حدود پر عمل نہ کیا جائے۔ حدود و قصاص کے علاوہ بعض دوسرے معاملات میں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی میں عورت کی کسی قسم کی بے توقیری' سبکی یا توہین نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں رعایت' احسان' شفقت اور رحم ہے۔ انسانی زندگی کے جن امور کا تعلق براہ راست مرد کی عملی زندگی سے ہے اور جو عورت کے فطری دائرہ کار سے عموماً خارج ہیں ان کے متعلق عورت کی شہادت میں مرد کی شہادت سے کہیں زیادہ سہو و نسیان کا امکان ہے۔ اس لئے ایک عورت کے ساتھ دوسری عورت کو رکھا گیا تاکہ اگر ایک سے کچھ بھول چوک ہو جائے تو دوسری اسے یاد دلادے گویا اس کی "سپورٹ" (مدد و تائید) کرے۔

اسلام نے ایک نہایت ہی حکیمانہ انداز سے مرد اور عورت کے حقوق و فرائض میں حد درجہ اعتدال و توازن برقرار رکھا ہے' کہیں مکمل مساوات ہے تو کہیں مردوں اور عورتوں کے حقوق درمیان فرق ہے۔ کسی معاملے میں مرد کے حقوق زیادہ ہیں تو کسی دوسرے معاملے میں عورت کے زیادہ ہیں۔ درحقیقت اسلام نے مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق کی بنیاد صنفین کے درمیان جسمانی ساخت اور ذہنی صلاحیتوں کے فرق اور دونوں کے جداجدا فطری دائرہ عمل یا فرائض منصبی پر رکھی ہے' اس میں کسی کی توہین یا ذلت' ناانصافی یا ظلم کا پہلو نہیں نکلتا۔ اسلام نے تو عبادات کے ضمن میں بھی عورت کو مرد کے مقابلے میں کہیں زیادہ چھوٹ' استثناء یا رعایت دی ہے۔ بعض مخصوص حالات میں اس پر سے نماز روزے کی پابندی کئی دنوں سے لے کر کئی مہینوں تک کے لئے ساقط ہو جاتی ہے' حالانکہ مرد کے لئے ایسا نہیں ہے۔ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو مغرب نے "حقوق" کے نام پر عورت کے "فرائض" میں اضافہ کر دیا ہے۔ اب مغربی عورت گھر کے ساتھ ساتھ دفتر کو بھی سنبھالتی ہے اور بہت سی عورتوں نے دوہری ذمہ داریوں سے گھبرا کر گھر کو ویسے ہی خیرباد کہہ دیا ہے اور اس کی خانگی زندگی تہ و بالا ہو کر رہ گئی ہے' بچے برباد ہیں اور شوہر بھی ہاتھ سے گیا۔ اسلام کے نظام زندگی میں عورت کے لئے زبردست کشش ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر سال ہزاروں مغربی خواتین اسلام قبول کر رہی ہیں اور کسی بھی جھوٹے یا متعصبانہ پراپیگنڈہ سے اب اس سلسلے کو روکا نہیں جا سکتا' بلکہ ان شاء اللہ یہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ اسلام دنیا کا غالب مذہب ہو جائے گا اور اس میں خواتین کا کردار نمایاں ہوگا!

ہیلری کلنٹن کو معلوم ہونا چاہئے کہ مردوں اور عورتوں کے حقوق و فرائض کا یہ تعین کسی انسان نے نہیں کیا ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیؐ پر نازل کردہ کتاب قرآن کریم میں کیا ہے۔ یہ آخری الہامی کتاب انجیل کی طرح نہیں ہے کہ جس میں آئے دن آج کل بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور اس کے مختلف ایڈیشن شائع ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں آج تک کسی قسم کی کوئی تحریف' حذف و اضافہ نہیں ہوا ہے' اس کا ایک ایک شوشہ یا نقطہ محفوظ ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کا قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنا فرض ہے خواہ ان احکامات کے پس پردہ حکمت اسے سمجھ آئے یا نہ آئے۔ اس کے برعکس اہل مغرب نے مذہب کو انسان کا "پرائیویٹ (نجی) معاملہ" قرار دے دیا ہے اور "سٹیٹ" (ریاست) سے اسے خارج کر دیا ہے۔ ان کے ہاں مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کا تعین یا فیصلہ خدا کی بجائے خود انسان کرتا ہے اور یہی وجہ ہے اس ضمن میں افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ اہل مغرب "مساوات مرد و زن" کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام کو عدم مساوات مرد و زن کا طعنہ دیتے ہیں۔ مجھے ہیلری صاحبہ بتائیں کہ امریکہ کی صدر کبھی کوئی عورت بھی بنی ہے؟ کیا ان کی اعلیٰ عدالتوں کی نصف جج خواتین ہیں؟ کیا ان کی آدھی فوج خواتین پر مشتمل ہے؟ کیا یو این او کے مختلف اداروں میں نصف اعلیٰ عہدے عورتوں کے پاس ہیں؟ کیا پولیس فورس میں آدھے مرد اور آدھی عورتیں ہیں؟ کیا حکومت کے کلیدی عہدوں (پوسٹ) پر خواتین فائز ہیں؟ کیا ان کے آدھے جہاز عورتیں اڑاتی ہیں؟ یکساں عہدوں کے باوجود' مردوں اور عورتوں کی اجرتوں میں فرق کیوں ہے؟ آئے دن اس کے خلاف احتجاج کیوں ہوتا رہتا ہے؟

اصل میں بے انصافی' حق تلفی اور ظلم و زیادتی عورت کے ساتھ اسلام نے نہیں بلکہ اہل مغرب نے کی ہے۔ عورت کی طبعی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ (جس میں مرد کا کوئی حصہ نہیں) اپنی اور خاندان کی کفالت کا بوجھ اس کے کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے اور وہ اس کی خاطر گرے سے گرا کام اور رذیل سے رذیل عمل کرنے پر مجبور ہے۔ یہ کون سی عزت کا کام ہے کہ وہ فلموں اور ٹی وی پروگراموں میں کسی کی محبوبہ اور کسی کی معشوقہ بن رہی ہے' ناچ رہی ہے' کود رہی ہے' بارش میں بھیگ رہی ہے' دریاؤں اور سمندروں کے پانی میں تیراکی کے باریک لباس کے ساتھ غوطے لگا رہی ہے۔ صنعت کاروں کے جوتے اور کپڑے بیچ رہی ہے' اپنی اخلاق سوز تصاویر کے ذریعہ اخبارات و رسائل کی سرکولیشن بڑھا رہی ہے' مرد اس کے محاسن جسم کی صحیح صحیح پیمائش اور ان کا "گہرا جائزہ" لے رہے ہیں۔ ہوائی سروس' ہوٹلوں اور ریستورانوں میں "مہمانوں" کو شراب تک پیش کر رہی ہے۔ ضرورت کے تحت عورتوں کو روزی کمانے کا حق تو اسلام نے بھی دیا ہے مگر اس کڑی شرط کے ساتھ کہ "کام" یا پیشہ معزز ہو اور اس کے اختیار کرنے میں کسی بھی صورت میں عورت کی تذلیل' سبکی یا رسوائی کا پہلو نہ نکلتا ہو' اس کی عصمت و عفت محفوظ ہو اور اس کے حسب نسب کے بگاڑ کا کوئی خطرہ موجود نہ ہو۔

پریس ریلیز

سانحہ مومن پورہ "را" کی کارروائی ہے ○ ڈاکٹر عبدالخالق

۱۶ جنوری۔ سانحہ مومن پورہ "را" کی کارروائی ہے کیونکہ ہمارا دشمن ملک بھارت کبھی اس ملک میں امن' چین اور سکون کی کیفیت کو برداشت نہیں کر سکتا' اس ضمن میں پاکستانی قوم کو ہوش سے کام لینا ہوگا ہمیں کسی بھی ایسی جذباتی کارروائی سے احتراز کرنا چاہئے جس سے ہمارے دشمن کو کامیابی ہو ان خیالات کا اظہار نائب امیر تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر عبدالخالق نے گزشتہ روز نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ ڈی سی آفس کا جلایا جانا بھی اہل تشیع حضرات کی کارروائی نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے بھی کوئی سازشی ہاتھ کارفرما ہے اور یہ انتظامیہ کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملک میں مذہبی فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے کہ اسی فارمولے کو اختیار کیا جائے جو ایران میں شیعہ سنی مسئلہ میں اختیار کیا گیا ہے یعنی پبلک لاء اکثریتی فقہ کا اور پرسنل لاء میں ہر مسلک اور فرقہ کو مکمل آزادی کا دیا جاتا ہے یہی فارمولا پاکستان میں شیعہ سنی مسئلہ کی شدت میں کمی کا باعث بن سکتا ہے انہوں نے کہا مذہبی' علاقائی لسانی اور نسلی تعصبات سے نجات اسلام کے عادلانہ قیام کے ذریعے ہی ممکن ہے لہٰذا فوری طور پر معاشی' معاشرتی اور سیاسی سطح پر اللہ کی حاکمیت کو بالفعل قائم کیا جائے۔

موجودہ بینکاری نظام کی اسلامی بنیادوں پر تشکیل وقت کی اہم ترین ضرورت ہے

سود کے خاتمے سے متعلق وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف حکومتی اپیل نے اسے سرد خانے میں ڈال رکھا ہے

حکمرانوں میں دل و نگاہ کی مسلمانی کا فقدان اور چند کلیوں پر قناعت کرنے والے علماء نفاذ شریعت کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہیں

مملکت خداداد پاکستان کے ہر دستور میں سود کے خاتمے کو پالیسی کا اہم جزو قرار دیا گیا مگر ......

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین اور وفاقی شرعی عدالت کے سابق چیف جسٹس جناب تنزیل الرحمن کی ایمان افروز اور چشم کشا تحریر

قرآن مجید میں بڑی صراحت اور شدت کے ساتھ ربا کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس بات پر جملہ مکاتب فکر کے علماء کا اتفاق ہے کہ ربا کی اصطلاح موجودہ سود کی تمام شکلوں اور نوعیتوں پر حاوی ہے۔

صرفی قرضوں (Consumption) پر سود کی ممانعت کا بڑا سبب جذبہ خیر خواہی ہے کہ ایسے قرضے زیادہ تر پریشان حال لوگ لیتے ہیں البتہ پیداواری قرضوں پر سود کی حرمت کی عقلی توجیہ کی بنیاد اسلام کے معاشی و معاشرتی فلسفہ پر ہے جس میں معاشرتی انصاف کا قیام سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ سرمایہ و محنت کے درمیان تعاون جس کا اسلام قائل ہے' یہ ہے کہ دونوں نفع و نقصان میں شریک ہوں' جو نفع و نقصان میں شرکت کے نظام کے تحت ہی ممکن ہے۔

اسلامی نظام معیشت کے قیام میں سود کا خاتمہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے' اس لئے اس کے ہر دستور میں سود کے خاتمہ کو مملکت کی رہنما پالیسی کا ایک اہم جزو قرار دیا گیا لیکن افسوس ہے کہ ملکی معیشت سے سودی نظام کے خاتمہ کے لئے ۱۹۷۷ء تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا بلکہ ملک پر سودی قرضوں کا بوجھ ہر سال بڑھتا گیا "عیب اور جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو" کے مصداق ہمیں کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے اسلامی نظریاتی کونسل کو خاص طور پر خاتمہ سود کے بارے میں ایک جامع رپورٹ مرتب کرنے کا فریضہ سونپا۔ کونسل نے اپنی تشکیل کے فوری بعد ماہرین معاشیات و بینک کاری کا ۱۵ رکنی پینل مقرر کیا جسے سودی نظام کے خاتمے کے بعض فنی پہلوؤں کا جائزہ لینے اور ایسے ذرائع اور تدابیر تجویز کرنے کی ذمہ داری سونپی جن پر عمل کر کے نظام بینک کاری کو شرعی تقاضوں کے مطابق بنایا جا سکے۔ ان ماہرین معیشت اور بینکاروں کی مدد سے کونسل نے نومبر ۱۹۷۸ء میں عبوری رپورٹ اور جون ۱۹۸۰ء میں حتمی رپورٹ منظور کی اور ۲۵/ جون ۱۹۸۰ء کو یہ رپورٹ بزبان انگریزی راقم الحروف نے بحیثیت چیئرمین کونسل صدر جنرل ضیاء الحق کی خدمت میں بہ نفس نفیس پیش کی۔

اس رپورٹ کی صورت میں بنیادی کام ہو چکا ہے۔ حکومت کو اگلے قدم کے طور پر مختلف ورکنگ گروپس قائم کرنا تھے جو بلاسودی معیشت کی تفاصیل و جزئیات مرتب کریں تاکہ نئے نظام کے بنیادی تقاضے کماحقہ پورے ہو سکیں۔ ۱۹۸۴ء تک صدر ضیاء الحق کے دور حکومت میں بینکاری کا تھوڑا بہت ذکر اخباروں میں آتا رہا تا آنکہ نومبر ۱۹۹۱ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ نے لوگوں کو بھولا ہوا سبق پھر یاد دلا دیا۔ مگر حکومت وقت نے خاموشی سے اپیل دائر کر دی اور سارے معاملے کو سپریم کورٹ کے سرد خانے میں ڈال دیا۔

لیکن یہاں یہ واضح رہے کہ سود کا خاتمہ اسلام کے مجموعی نظام معیشت کا صرف ایک حصہ ہے اور محض اس ایک اقدام سے پورے معاشی نظام کو اسلامی نقطہ نظر کے مطابق نہیں ڈھالا جا سکتا تاوقتیکہ تعمیر اخلاق اور زندگی کی جھوٹی اقدار کے خاتمہ کیلئے اصلاحی اقدامات نہ کئے جائیں۔

اسلامی نظام معیشت میں سود کا مثالی متبادل حل نفع و نقصان میں شراکت یا قرض حسنہ کی صورت (اصل زر پر کوئی اضافہ یا زیادتی وصول کئے بغیر) رقم کی فراہمی ہے اگرچہ کونسل کی سفارشات بڑی حد تک نفع و نقصان میں شرکت سے متعلق ہیں' تاہم بعض دوسرے طریقوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

نئے نظام کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ حکومت ملک میں مروجہ نظام ٹیکس خصوصاً انکم ٹیکس کا گہری نظر سے تنقیدی جائزہ لے اور اس کی تشخیص اور وصولی کے طریق کار کو آسان بنائے تاکہ نفع و نقصان میں شراکت کے عملی اطلاق میں معاشرہ کے موجودہ اخلاقی معیار کی بدولت پیش آنے والی مشکلات پر قابو پایا جا سکے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ان دیگر متبادل طریقوں کی حیثیت اسلام کے معاشی نقطہ نظر سے دوسرے بہتر حل سے زیادہ نہیں اگرچہ متبادل طریقے اپنی موجودہ شکل میں سود کے عنصر سے پاک ہیں۔ تاہم یہ خطرہ موجود ہے کہ مبادا انہیں سودی نظام میں اس سے وابستہ خرابیوں کے از سر نو رواج کے لئے چور دروازہ کے طور استعمال کیا جائے۔ لہٰذا ان کا استعمال ناگزیر حد تک کم سے کم کیا جانا چاہئے۔ نیز سرمایہ کاری کے عام طریقوں کے طور پر ان کے استعمال کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

بینکاری کے نظام کی اسلامی بنیادوں پر تشکیل کے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اس وقت رائج ایسے تمام قوانین میں تبدیلیاں کی جائیں جن کا بینکوں کی کارگزاری پر براہ راست اثر پڑتا ہے تاکہ وہ قوانین شریعت کے مطابق ہو جائیں مثلاً

☆ قانون شراکت (Partner Ship Act)

☆ قانون بیع مال (Sale of Goods Act)

☆ قانون انتقال (Transfer of Property Act)

بحالات موجودہ نفع و نقصان میں شراکت کے نظام کی کامیابی کے بارے میں عام طور پر شبہات کا جو اظہار کیا جاتا ہے' اس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ اکثر کاروباری فرمیں اپنے حسابات یا تو بالکل نہیں رکھتیں یا غلط گوشوارے مرتب کرتی ہیں یا مختلف اغراض کے لئے دوہرے تہرے حسابات تیار کرتی ہیں اس صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے ملک کے ممتاز ترین ماہرین معیشت اور علمائے شریعت نے باہمی مشاورت سے حسب ذیل متبادلات تجویز کئے ہیں جو سودی نظام کا بدل ہو سکیں اور شریعت سے مطابقت بھی رکھتے ہوں۔ متبادل

طریقے حسب ذیل ہیں:

(۱) حق الخدمت (سروس چارج)

اگر سود کی جگہ حق الخدمت رائج کر دیا جائے تو بینک اور دیگر مالیاتی ادارے اصل زر مع حق الخدمت کی واپسی کی مکمل ضمانت کے ساتھ قرضے فراہم کریں گے۔ یہ حق الخدمت اس قدر ہو گا جس سے مالیاتی اداروں کے انتظامی مصارف پورے ہو سکیں۔

(۲) پٹہ داری (Leasing)

طویل المیعاد سرمایہ کاری کے لئے پٹہ داری ایک نیا طریقہ ہے جو صنعتی ممالک میں روز بروز مقبول ہو تا جارہا ہے۔ اس طریقے میں پٹہ دہندہ اثاثے کی ملکیت اپنے پاس رکھتا ہے اور پٹہ گیرندہ ایک مقررہ مدت کے دوران طے شدہ کرایہ کے عوض اثاثہ پر قبضہ رکھتا اور اسے استعمال کرتا ہے۔ اس طریقے کے استعمال سے بینک اور دیگر مالیاتی ادارے براہ راست اپنے پٹے پر دینے والے ذیلی اداروں کی معرفت اور فرموں کے حسابات کے پڑتال کئے بغیر درمیانی اور طویل المیعاد سرمایہ کاری فراہم کرنے کی قابل ہو سکیں گے۔

(۳) سرمایہ کاری بذریعہ نیلام کاری

اس طریقہ کار کے تحت تجارتی بینک ایک مشترکہ ادارہ قائم کر سکیں گے جو طویل المیعاد سرمایہ کاری کے اداروں کے تعاون سے مکمل تفاصیل کے ساتھ صنعتی منصوبے مرتب کرے گا اور بعد ازاں اس یقین دہانی کے ساتھ ان منصوبوں کا اعلان کرے گا کہ جو کوئی اس میں دلچسپی رکھتا ہو' اسے ضرورت کے مطابق مخصوص ساخت کا پلانٹ اور مشینری بھی مہیا کی جائے گی اور متوقع سرمایہ کاروں سے مشینری کی خرید کے لئے بولی طلب کرے گا۔ منصوبہ ایسی پارٹی کو فروخت کر دیا جائے گا' جس نے سب سے زیادہ بولی دی ہو۔ بشرطیکہ اس کی مالی حیثیت مضبوط ہو ورنہ دوسرے نمبر پر جس کی بولی سب سے زیادہ ہو' اسے دے دیا جائے گا۔ اقتصادی نقطہ نظر سے اس نظام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ سرمایہ کار کی ادا کردہ قیمت سے منصوبے کی نفع بخشی باسانی متعین ہو سکے گی جو وسائل کے کامیاب تعین کے لئے بہت ضروری ہے۔

(۴) بیع موجل (Deferred Sale)

یہ بیع کی وہ قسم ہے جس میں فروخت کردہ مال کی قیمت' بعد کی کسی تاریخ کو یکمشت یا اقساط میں قابل ادا ہوتی ہے۔ یہ طریقہ کار صنعت و زراعت کی ضروریات کے لئے سرمایہ بہم پہنچانے نیز گھریلو اور برآمدی تجارت کے لئے سرمایہ کاری کے سلسلہ میں بڑا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اس طریق کار کو شریعت کی رو سے جائز سمجھا جاتا ہے' تاہم اسے وسیع پیمانے پر یا بغیر امتیاز کے استعمال کرنا فائدہ مند نہ ہو گا کیونکہ اس سے سودی لین دین کے لئے چور دروازہ کھل جانے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اس طریقہ کار کے استعمال کو محض ناگزیر صورتوں میں محدود کرنے کے لئے تحفظات تلاش کرنے ہوں گے۔

(۵) ملکیتی کرایہ داری (Hire Purchase)

اس طریقہ کار کے تحت بینک مشینری اور سازوسامان نیز اشیائے ضرورت کی خرید کے لئے مشترکہ ملکیت کے نظام کے تحت جو ضمانت یا کفالت کی فراہمی کے تابع ہو گا' سرمایہ فراہم کریں گے۔ وہ اصل زر کے علاوہ ان اشیاء کی نقد کرایہ دارانہ قیمت میں سے مجموعی سرمایہ کاری میں اپنے واجب الادا حصہ کی نسبت سے اپنا حصہ وصول کر سکیں گے۔

(۶) عمومی شرح منافع پر سرمایہ کاری

اس نظام میں ایک خصوصی سرکاری ایجنسی قائم کی جائے گی جو یہ طے کرے گی کہ کسی صنعت یا کاروبار میں عام طور پر کتنا نفع واقع ہوتا ہے۔ بینک کاروباری حضرات کو سرمایہ فراہم کریں گے اور کاروباری لوگ یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ وہ کم از کم اتنی شرح سے بینک کو نفع ادا کریں گے۔ اگر منافع کی اصل شرح مقرر کردہ عمومی شرح منافع سے بڑھ جائے تو کاروباری لوگ رضاکارانہ طور پر نفع کا فرق' سرمایہ فراہم کرنے والے ادارہ کو ادا کریں گے لیکن اگر شرح منافع گر جائے یا نقصان واقع ہو جائے تو کاروبار کرنے والے کو مخصوص سرکاری ایجنسی کے اطمینان کے لئے اس کا ثبوت پیش کرنا ہو گا تاکہ وہ ادارہ منافع کی کم شرح قبول کرلے یا نقصان میں شریک ہو جائے تاہم اس غالب امکان کے پیش نظر کہ اس طریق کار کے عام استعمال سے دوبارہ سودی کاروبار شروع ہو جائے گا۔ اسے انتہائی محدود پیمانے پر اور ناگزیر ضرورت کے تحت بروئے کار لانا چاہئے۔

(۷) قرض بعوض قرض

اس طریقے کے تحت بینک اپنے کسی گاہک کی جمع کروائی ہوئی غیر سودی امانت کی بنیاد پر اس گاہک کو سود سے پاک قرضہ' امانت کی رقم سے زیادہ مقدار میں اتنی مدت کے لئے دے سکیں گے کہ امانت اور قرض دونوں کے تعلق میں رقم کی بافت اور اس مدت کی بافت جس کے لئے رقم دی گئی' برابر ہو جائے۔ تاہم اس طریقے کو سودی نظام کے مستقل متبادل کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں ہو گا۔ چھوٹے کاروباری حضرات کو ذاتی قرضے دینے کے لئے بینک مذکورہ بالا شرائط کی بجائے اس چیز کو بطور اصول اپنا سکتے ہیں کہ وہ ذاتی اور غیر پیداواری قرضے صرف ان اشخاص کو فراہم کریں جو پہلے سے بینک میں کھاتہ دار ہوں۔ واپسی کا گوشوارہ اور قرض کی رقم کا گوشوارہ مرتب کرتے وقت بینک قرض کے لئے درخواست دہندہ کی کھاتہ میں موجود رقم نیز اس مدت کو مد نظر رکھے گا جس کے دوران اس کی رقم بینک میں موجود رہی۔

(۸) خصوصی قرضے

اس سہولت کے تحت بینک اور مالیاتی ادارے ایسی صورتوں میں بلاسود قرضے دے سکیں گے جن میں نہ تو نفع و نقصان میں شراکت نہ ہی کوئی دوسرا متبادل طریقہ قابل عمل ہو' بشرطیکہ یہ قرضے عام معاشرتی فلاح و بہبود کے مقاصد یا منصوبوں کے لئے دیئے گئے ہوں تاہم مالیاتی اداروں کی نفع آوری پر ایسے قرضوں کے اثرات کو کم سے کم تر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے محدود اور ناگزیر صورتوں میں استعمال کیا جائے۔

قدیم فقہی ذخیرہ کتب کی روشنی میں شراکت سے متعلق ایک عام شرط یہ ہے کہ حصہ دار نفع میں حصہ داری کا کوئی تناسب طے کرنے کے مجاز ہوتے ہیں لیکن نقصان سرمایہ میں حصہ کی نسبت سے برداشت کرنا پڑتا ہے جب کہ مضاربت کی صورت میں نفع میں دونوں ایک معینہ حصہ کے بقدر شریک ہوتے ہیں لیکن نقصان کی صورت میں سارا بوجھ رب المال یعنی سرمایہ کار کو اٹھانا پڑتا ہے اور مضارب یعنی محنت کار کی محنت رائیگاں جاتی ہے۔

لیکن بحالات موجودہ نفع و نقصان میں شراکت کے مجوزہ نظام کے تحت مالیاتی' کاروباری اور صنعتی اداروں کے مابین منافع کی تقسیم کو ملک کے سٹیٹ بینک کے ذریعے باضابطہ بنایا جا سکتا ہے نیز مالیاتی اداروں کو زیر تکمیل منصوبوں کا معائنہ اور کاروباری اداروں کے حسابات کے جانچ پڑتال اور فیصلہ کن پالیسی امور میں حصہ لینے کے اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔

سرمایہ کی فراہمی میں کسی رکاوٹ سے بچنے اور اس کے حصول کو مسلسل بنانے کیلئے ضروری ہے کہ بینکوں کی جو رقوم واجب الادا ہوں ان پر عدم ادائیگی کی صورت میں جرمانہ عائد کیا جا سکے۔ تاہم یہ جرمانہ بینکوں کو نہیں ملنا چاہئے بلکہ سرکاری خزانہ میں جمع کیا جانا چاہئے چونکہ ادائیگی میں معقول وجوہ کے بغیر تاخیر یا ناکامی سے نہ صرف اعتماد کو ٹھیس پہنچے گی بلکہ نئے نظام کی کامیابی کیلئے بھی ضرر رساں ثابت ہو گی' اسلئے نادہندگان کو تحت سزا دی جائے جس میں جائیداد کی ضبطی بھی شامل ہو' تاخیر کے مرتکب افراد کو ناپسندیدہ فہرست (Black List) میں شمار کیا جائے اور انہیں آئندہ بینکوں سے کوئی مالی امداد نہ دی جائے۔

بلاسود معیشت کی کامیابی کے لئے یہ لازمی ہو گا کہ بینکوں کو سرمایہ کاری سے متعلق موصول ہونے والی تجاویز کے قبول یا استرداد کی مکمل اور غیر مشروط آزادی ہو۔ ایسے

سرکاری اداروں کو جو صحت مند بینک کاری کے معیار پر پورا نہ اتریں یا تو کوئی جداگانہ سرکاری ایجنسی سرمایہ فراہم کرے یا بینکوں کو سرمایہ کی واپس ادائیگی کی ضمانت دی جائے اور حکومت کی طرف سے انہیں اتنی امداد مہیا کی جائے جو بینک کی اوسط شرح نفع کے مساوی ہو' مجوزہ نظام کو کامیاب بنانے کے لئے جانچ پڑتال کے نظام میں اس وقت متعدد خرابیاں موجود ہیں ان کی بنیادی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے۔

خاتمہ سود کے کام کو مرحلہ وار تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلے مرحلہ میں سرکاری لین دین (جو حکومت اور سٹیٹ بینک و تجارتی بینکوں کے مابین ہوتا ہے) بعض وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے مقامی حکومت کے اداروں اور خود مختار کارپوریشنوں کو بلا نفع لیکن لازمی منصوبوں کے لئے دیئے جانے والے قرضوں' سرکاری ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ کے بقایا جات' سرکاری واجبات کی عدم ادائیگی پر ہونے والے جرمانوں' موسمی ضروریات کے لئے تجارتی بینکوں کی طرف سے کسانوں کو دی جانے والی سرمایہ کاری' ذرائع آمد و رفت کے لئے سمال بزنس کارپوریشن کی طرف سے مہیا کی جانے والی رقوم' نیز آئی سی پی کی طرف سے سرمایہ کاری کی سکیم کے تحت دیئے جانے والے قرضوں کو شامل کیا جانا چاہئے۔

دوسرے مرحلہ میں بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں کے ان اثاثوں سے جو اندرون ملک لین دین میں استعمال کئے جاتے ہیں' سود کو مکمل طور پر ختم ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ سرکاری کاروباروں میں اگر کچھ گوشے ایسے رہ گئے ہیں جن میں سودی لین دین ہوتا ہو تو اس کا بھی استیصال کرنا چاہئے۔

بین الاقوامی تجارت اور امداد کو سود سے پاک کرنے کا عمل جس کے ساتھ سب سے زیادہ مشکلات وابستہ ہیں' تیسرے اور آخری مرحلہ میں مکمل ہونا چاہئے۔ اس سلسلے میں اسلامی ممالک کے مابین اقتصادی تعاون کو فروغ دینا ضروری ہے نیز غیر ملکی اداروں سے نفع و نقصان کی بنیاد پر باہمی اقتصادی تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔

بحیثیت چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل (۸۴-۱۹۸۰) اور چیف جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ (۹۲-۱۹۹۰) میں اپنے وسیع مطالعہ' طویل تجربہ اور براہ راست مشاہدہ کی بنیاد پر پورے یقین و اذعان کے ساتھ علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ پاکستان کے حکمرانوں میں نفاذ شریعت کے معاملہ میں دل و نگاہ کی مسلمانی اور سیاسی عزم (Political Will) کا فقدان عظیم نفاذ شریعت کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس سلسلے میں "چند کلیوں پر قناعت کر جانے والے" علماء کو بھی میں ذمہ دار سمجھتا ہوں کہ انہوں نے غض بصر (چشم پوشی) کتمان حق (حق بات کو چھپانا) ذاتی مفاد اور مصلحت اندیشی اور کم کوشی سے کام لیا اور موجودہ صورتحال پہلے سے بھی ابتر ہے۔

بہبود آبادی کے نام پر خواتین کی صحت برباد کرنے کی منظم اور ملک گیر سازش کے خلاف صدائے احتجاج

سابقہ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے خواتین اور مردوں کی بنیادی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کیلئے ایک پروگرام شروع کیا تھا۔ توقع یہی تھی کہ واقعتاً خواتین کی بہتری اور بھلائی ہوگی۔ عوام کو صحت اور تندرستی کا پیغام ملے گا۔ بچوں اور عورتوں تک غذائیت اور بہتر سہولیات صحت پہنچائی جائیں گی۔ مگر افسوس کہ جب اس منصوبے پر عمل درآمد ہوا تو نتائج بالکل مختلف نکلے۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی جو فوج ظفر موج بھرتی کی گئی تھی وہ ساری کی ساری نیم خواندہ تھی۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز اور وزیٹرز کو محترمہ بے نظیر بھٹو نے لاکھوں روپوں کی سینکڑوں گاڑیاں بھی مہیا کر رکھی ہیں۔ ان لیڈی ہیلتھ ورکرز اور وزیٹرز کو محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنی خفیہ تنظیم سازی کیلئے بھرتی کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان مڈل پاس لیڈی ہیلتھ ورکرز اور لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کو لیڈی ڈاکٹرز یا مرد ڈاکٹرز کی زیر نگرانی نہیں دیا ہے۔

ٹریننگ کے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو نے ان مڈل پاس یا انڈر میٹرک لیڈی ہیلتھ ورکرز کو عورتوں کی صحت برباد کرنے اور اپنی خفیہ تنظیم سازی کو جاری رکھنے کیلئے بھرتی کیا تھا۔ ان کو معمولی سی تربیت دے کر خواتین کی صحت سے کھیلنے کیلئے میدان عمل میں بھیج دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان نیم حکیم لڑکیوں کے ہاتھوں خواتین اور بچے بیمار ہو رہے ہیں۔ ان مڈل پاس لڑکیوں نے اپنے آپ کو ڈاکٹر سمجھ لیا ہے اور انہوں نے باقاعدہ کلینک بھی کھول لئے ہیں' جہاں ہر قسم کی ادویات بے دریغ استعمال کی جا رہی ہیں۔ ڈاکٹروں کی نگرانی کے بغیر چلنے والے کلینک' صحت کی بجائے عوام کیلئے پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ غلط تشخیص اور نامکمل علاج کی وجہ سے خواتین ایک طرح کی کشمکش میں الجھ کر رہ گئی ہیں کہ وہ کدھر جائیں۔ یہ کلینک واضح طور پر عطائیت ہیں اور اس کو حکومت کی بھی حمایت حاصل ہے۔ یہ تو سوچا بھی نہ تھا کہ حکومت خود عطائیت پھیلانے کی علمبردار بن جائے گی اور اس جدید ترین ترقی یافتہ دور میں بھی خواتین کی صحت کو ڈاکٹروں کی بجائے مڈل پاس لڑکیوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔

ہماری گزارش ہے کہ خواتین کا پہلے ہی بہت استحصال ہو چکا ہے اور ان کے حقوق پہلے ہی بہت پامال کئے جا چکے ہیں۔ اب خدا کیلئے ان کے حقوق کا استحصال بند کیا جائے' ان کو بھی پاکستان کے اندر وہ تمام مراعات دی جائیں جو دنیا بھر کی خواتین کو حاصل ہیں۔ دنیا بھر کے بچے اور خواتین خصوصی توجہ کے حق دار قرار پا گئے ہیں۔ ان کے علاج کے لئے کم از کم ایم اس فیلڈ میں تجربہ رکھنے والے ایم بی بی ایس / ایم ڈی یا اس کے مساوی تعلیم کے حامل ڈاکٹرز تعینات کئے جائیں۔ لیکن پاکستان میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے' یہاں خواتین کیلئے ماہر ڈاکٹرز تو کیا عام ڈاکٹرز بھی مہیا نہیں کئے گئے' بلکہ جیالا ازم کو پروان چڑھانے کے لئے اپنی پسندیدہ کارکن بھرتی کر کے ان کے ہاتھوں وسیع پیمانے پر ادویات کی تقسیم شروع کر دی گئی ہے۔ کیا صرف ادویات کے تقسیم کرنے سے خواتین کی صحت بہتر ہو جائے گی؟۔ اگر مقصد صرف دوائیاں فروخت کرنا ہی ہے تو ڈاکٹروں کو گھر بٹھا دیا جائے' خواتین میڈیکل سٹورز سے خود ہی دوائیاں خرید لیں گی۔ اگر حکومت کو خواتین کی صحت کا کچھ بھی احساس ہے تو فوری طور پر خواتین کو انسانی حقوق کے مطابق علاج معالجے کی سہولیات مہیا کی جائیں۔ نیم خواندہ لڑکیوں کو لیڈی ڈاکٹر کا درجہ دینے کا پروگرام فوراً بند کیا جائے اور ان کی جگہ مستند لیڈی ڈاکٹرز تعینات کی جائیں۔ اگر حکومت نے خواتین کے حقوق کے استحصال کا نوٹس نہ لیا اور اقربا پروری اور "خواتین کشی" جاری رہی تو خواتین عالمی سطح پر اس منظم سازش اور ملک گیر صحت کشی کی مہم کے خلاف احتجاج کرنے پر مجبور ہوں گی۔

ہماری صحافیوں' علماء' دانشوروں' ڈاکٹروں' ادیبوں اور دوسرے اہل فکر و نظر حضرات سے بھی اپیل ہے کہ وہ صرف مردوں تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ خواتین کے مسائل اور ان کے حقوق کی پامالی کو بھی مد نظر رکھیں۔ آخر پاکستان میں بسنے والی خواتین ان کی مائیں' بہنیں' بیٹیاں اور بیویاں ہیں' کوئی غیر تو نہیں۔ اگر خواتین کی صحت برباد ہوگی تو نئے دانشور اور مفکر کون جنم دے گا؟؟۔

(پروین انجم' پتوکی)

طالبان اسلامی حکومت کے خلاف اقتصادی سازش

پاکستان کے منصوبہ ساز اداروں کے لئے لمحہ فکریہ

کوئٹہ سے چمن سو کلومیٹر ہے اور چمن سے براہ قندھار' ہرات' ترکمانستان صرف ۷۸۰ کلومیٹر ہے جس پر تین اور زیادہ سے زیادہ چار دن صرف ہوتے ہیں۔ طالبان کے وزیر تجارت مولوی نیک محمد کے مطابق ترکمانستان تک دو ہزار روپے فی ٹن خرچ آتا ہے جو تقریباً ایک روپیہ پچاس پیسے فی کلو بنتا ہے جبکہ وسطی ایشیا تک اپنا سامان لے جانے والے تاجر اس انتہائی پر امن' مختصر اور بہت ہی کم خرچ راستہ کو چھوڑ کر جو طویل ترین' مہنگا ترین اور پر خطر راستہ اختیار کر رہے ہیں وہ تعجب خیز ہی نہیں افسوسناک بھی ہے۔

(۱) ایک بہت بڑے تاجر نے جس کا دعویٰ ہے کہ وسطی ایشیا میں تجارت کا سب سے بڑا کاروبار انہی کا ہے' ہمیں بتایا کہ چونکہ طالبان کے زیر قبضہ تجارتی شاہراہ بھی بدامنی کے پروپیگنڈے کی زد میں ہے۔ اس لئے ہمارے کنٹینر کوئٹہ سے (افغانستان کے جنوبی تینوں صوبوں قندھار' ہلمند اور نیمروز کی سرحدوں کے ساتھ ساتھ سیدھا مغرب میں) نوشکی' نوکنڈی سے ایران میں داخل ہوتے ہیں اور میر جاوہ' زاہدان سے شمال میں بیر جند' قائن' تربت حیدریہ' مشہد سے شمال مغرب میں قوچان پھر شمال میں ترکمانستان کے دارالحکومت عشق آباد اور یہاں سے بالکل جنوب مشرق اور پھر مشرق میں مری اور وہاں سے بخارا' سمرقند سے تاشقند بیس دن میں پہنچتے ہیں۔ طالبان کے وزیر تجارت کے مطابق اس راستہ سے فی کلو بیس روپے خرچ آتا ہے۔

اس تفصیل کی رو سے کوئٹہ سے جتنی مسافت زاہدان تک ہے تقریباً اتنی ہی چمن سے ترکمانستان تک ہے۔ زاہدان سے مری تک تقریباً تین ہزار کلو میٹر کا سفر تجارت پر وقت' مشقت اور مصارف کا بہت بڑا بوجھ ہے جو طالبان کو اقتصادی نفع سے محروم کرنے کے لئے برداشت کیا جا رہا ہے۔

(۲) اسی طرح جاپان' کوریا' سنگاپور' ہانگ کانگ' ملیشیا اور بمبئی کی بندرگاہوں سے جو مال وسطی ایشیا تک جا رہا ہے وہ کراچی کی بندرگاہ کی بجائے کوئی دو ہزار کلومیٹر دور ایران کے ساحل "بندر عباس" کے راستے کرمان' فردوس' تربت حیدریہ' مشہد' قوچان' عشق آباد اور مری کے راستے تاشقند وغیرہ جا رہا ہے۔ اس میں بھی وقت' مسافت سفر' مشقت اور دیگر مصارف نمبر ایک سے بھی کئی گنا زائد ہیں۔

(۳) دشمنان اسلام کے اس بے بنیاد پروپیگنڈے کی وجہ ہے کہ افغانستان میں جنگ ہے' جنگ ہے اور بس جنگ ہے۔ تاجروں نے ہوائی جہازوں سے تجارت شروع کی ہے۔ یہ مفروضہ نہیں حقیقت ہے کہ ہوائی جہاز چارٹرڈ ہوتے ہیں اور عشق آباد اور تاشقند اترتے ہیں۔

ایک پر امن' مختصر اور نہایت سستا زمینی راستہ ہوتے ہوئے ہوائی جہازوں سے تجارت اور ہزاروں میل بلاوجہ کی خاک چھان کر تجارت کرنے پر عقل ماتم کرے اور اسے جہالت کا اعجوبہ' حماقت کا شاہکار یا شاہانہ فضول خرچی کا آئینہ دار قرار دے تو بالکل بجا ہے۔

لمحہ فکریہ

اس پوری صورت حال میں بلاشبہ دشمنان اسلام کے نزدیک وہ منصوبہ ساز قابل داد ہیں جنہوں نے اسلام دشمنی میں ایسا بڑا کردار ادا کیا کہ جس کی نظیر اس وقت ایشیا میں بمشکل ملے گی' انہوں نے غلط پروپیگنڈے سے اسلام کے خلاف مسلمان تاجروں کو استعمال کیا اور طالبان کے خلاف اس غیر اعلانیہ اقتصادی ناکہ بندی میں نادانستہ طور پر تاجروں کو ملوث کیا۔ محض اس نیت سے کہ خالص اور پختہ مسلمان کہیں خود کفیل نہ ہو جائیں کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس بخوبی جانتے ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی ایسی حکومت وجود پذیر ہو گئی جو اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو' بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی نہ ہو' فضول خرچی' اسراف' عیاشی' بدمعاشی' بے حیائی' ناجائز کھیل کود اور بے شمار نام نہاد ضرورتوں کیلئے اربوں کھربوں کے مصارف کے شکنجہ سے بھی آزاد ہو تو دنیائے کفر کے تمام فوجی' سیاسی اور اقتصادی نقشے بدل جائیں گے پھر ان کا جادوئی میڈیا بھی جس نے مسلمانوں کے ناک میں دم کر رکھا ہے اور جس کے بل بوتے پر مسلمانوں کو دونوں ہاتھوں سے دھڑا دھڑ لوٹا جا رہا ہے' ناکام ہو جائے گا۔

مسلمان اس حقیقت کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں کہ یہ ہمارے سنبھلنے کا شاید آخری موقع ہو۔ تاریخ دان اور مسلمان دانشور اچھی طرح جانتے ہیں کہ طالبان کے حوالہ سے جو وقت ہمیں ملا ہوا ہے ماضی قریب کی دو تین صدیوں میں شاید ہی اس سے بہتر کوئی وقت کبھی میسر آیا ہو' اللہ نے ہمیں ماضی کے قرض چکانے اور عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے لئے ایسی حکومت عطا فرما دی ہے جس کی بنیاد خالص اسلام اور جہاد پر ہے اور جس کی باگ ڈور امت مسلمہ کے ایسے سپوتوں کے پاس ہے جن پر وہ بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ ایسی حکومت جو ورلڈ بینک یا آئی ایم ایف کے ہر قسم کے قرضوں سے پاک ہے اور جس پر اب تک کسی ملک کا کوئی احسان نہیں اور نہ ہی یہ حکومت اسلام اور مسلمانوں کے حوالہ سے کبھی بھی دباؤ' دھمکی اور سینہ زوری قبول کرنے کو تیار ہے۔ دیگر مسلمان حکمران اگر اسلام کے لئے کچھ کرنا بھی چاہیں تو شاید نہ کر سکیں کیونکہ ان کو کفار نے پابندیوں میں جکڑ اور شکنجوں میں کسا ہوا ہے۔ ایسے میں تمام مسلم حکمرانوں اور اسلامی حکومتوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ طالبان حکومت کی ہر سطح پر مدد کریں۔

افغانستان کا محل وقوع دیکھیں اور جائزہ لیں کہ قدرت نے افغانستان کو کتنی اہمیت کے ساتھ کیسے ایشیا کے وسط میں رکھا ہے۔ خام مال' قدرتی ذخائر اور معدنی وسائل سے مالا مال وسطی ایشیا کے لئے طالبان کا افغانستان' دروازہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

پاکستان کے ہزاروں کارخانے بند اور ہزاروں ہی تباہی کے دہانے پہنچ چکے ہیں۔ تاجر ہاتھ پر ہاتھ دھرے حیران و سرگرداں بیٹھے ہیں۔ اگر وسطی ایشیا سے تجارتی روابط طالبان کے ذریعہ بحال کر لئے جائیں تو پاکستان کی اقتصادیات کہیں سے کہیں جا پہنچے گی۔ وسطی ایشیا میں ہر قسم کا خام مال یہاں کے تاجروں کو سو اور پچیس کے واضح فرق کے ساتھ سستا پڑے گا مگر اسے لیا کیسے کہ پاکستان کے پالیسی ساز ادارے غفلت کی نیند سو رہے ہیں جبکہ بھارت ایران کی وساطت سے وسطی ایشیا میں خطرناک حد تک نفوذ کر چکا ہے اور دن بدن تجارتی' ثقافتی یلغار کر کے اپنی اقتصادیات مستحکم اور مستقبل کو محفوظ کر رہا ہے "بمبئی" سے "بندر عباس" تک بحری جہازوں کا رات دن تانتا بندھا ہوا ہے جو پاکستان کے تجارتی حلقوں' اقتصادی ماہرین اور عسکری امور کے سربراہوں کے لئے بہت بڑا چیلنج بھی ہے اور پاکستان کے ساتھ جذبہ اخلاص پر بدنما داغ بھی۔

خود ایران بھی اس دوڑ میں آگے آگے ہے اور وہ

امریکہ ویورپ کی اعلانیہ اقتصادی ناکہ بندی کے باوجود اپنی اقتصادیات مستحکم کر رہا ہے' طالبان کے ساتھ ناانصافی' ناکہ بندی اور ان کی مخالفت کا سارا نزلہ پاکستان پر گر رہا ہے۔

ان حالات میں یہاں کے منصوبہ سازوں کو غفلت کے خول سے کون نکالے اور یہاں کے صنعت کار وزیر اعظم کو کون سمجھائے' جو امریکہ کے کہنے پر مسعود و ربانی سے گلے مل رہے ہیں۔ یہ دنوں بھارت و ایران کی وساطت سے پاکستان کا اقتصادی اور فوجی گلا دبانے اور پاکستان دشمنی میں بھارت سے بھی دو قدم آگے ہیں۔

پاکستان کے فوجی و عسکری ماہرین کو اس نکتہ پر خاص توجہ دینا چاہئے کہ پچاس سال کے طویل عرصہ میں پہلی دفعہ افغانستان میں ایسے لوگ بر سراقتدار آئے ہیں جو پاکستان کے حامی اور مسئلہ کشمیر پر ہم سے بھی زیادہ جذباتی ہیں۔ نصف صدی کی تاریخ گواہ ہے کہ افغانستان ہمیشہ بھارت کا حلیف رہا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ طالبان نے ہزاروں قیمتی جانوں کا نذرانہ دے کر ہماری سب سے طویل سرحد کو جو ڈھائی ہزار کلومیٹر سے بھی طویل ہے محفوظ کیا؟۔ بھارت پچاس سال سے کابل پر قبضہ جمائے ہوئے تھا' بلکہ اطلاعات کے مطابق ربانی کی کابل حکومت پشاور سے متصل جلال آباد میں بھارت کو جنگی اڈہ دینے کا معاہدہ بھی کر چکی تھی۔ اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بھارت کے ایجنٹوں سے جلال آباد بھرا ہوا تھا اور "را" کے ایجنٹ دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز کابل اور کابل سے جلال آباد' خوست اور کنڑ کے راستوں سے قبائل میں داخل ہو کر کراچی تک بہ سہولت پہنچ جاتے تھے' جو صوبہ سرحد کے قبائل اور علیحدگی پسند تحریکوں کو بھڑکانے کے لئے کروڑوں خرچ کرتے تھے۔

طالبان کی وجہ سے پاکستان ایک طرف اپنی طویل شمالی سرحد کو محفوظ کر چکا ہے تو دوسری طرف داخلی سلامتی کے حوالہ سے بھارتی سازشوں سے بھی نکل چکا ہے ورنہ پاکستان دشمنوں کے بالکل بیچوں بیچ گھرا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں بھارت جس جنگی جنون کا شکار ہے اور وہ اب تک تین مرتبہ ہم پر ہاتھ اٹھا چکا ہے۔ اس کی جنگی برتری اور قوت ایک پانچ کی نسبت سے مسلم ہے۔ اللہ نہ کرے اگر وہ پھر تجاوز کرتا ہے تو اس کے لئے طالبان کا افغانستان ہمارے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ زندہ رہنے کے لئے سانس۔ بصورت جنگ ہمیں ایک بہترین فوج یعنی طالبان مجاہدین میسر آئیں گے جو ہماری اپنی فوج سے زیادہ جذبہ جہاد رکھتے ہیں اور تجربہ و جرات میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں۔ ہم پاکستانیوں کو یہ بات ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ آئندہ جنگ سابقہ جنگوں سے نہایت مختلف ہوگی۔ ایسے میں ہنگامی اور شدید حالات میں ہم اپنے ملک کے تمام مفادات کو طالبان کے افغانستان میں محفوظ کر سکتے ہیں۔ اگر افغان مجاہدین چودہ سال تک پاکستان کو بیس کیمپ کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں تو پاکستان بھی ایسا کر سکتا ہے۔ جن لوگوں نے طالبان کو قریب سے دیکھا ہے وہ اس سے اتفاق کریں گے کہ طالبان پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اسی لئے ان کا اصرار ہے کہ پاکستان و افغانستان کے درمیان پاسپورٹ اور ویزے کی پابندی ختم کر دی جائے اور پاکستان کے ساتھ مل کر ایک مضبوط و مستحکم اتحاد تشکیل دیا جائے۔ ایسے میں طالبان سے تعاون نہ کرنا بڑی ناعاقبت اندیشی ہوگی۔ (بشکریہ : ضرب مومن' جنوری ۹۸ء)

ارض جہاد — افغانستان

ایک مثالی اسلامی ملک بنانے کی کوشش

(ہفت روزہ ضرب مومن کراچی کی بعض رپورٹوں پر مبنی ایک خاکہ)

حکمرانوں کو اپنے جاہ و جلال اور عیش و آرام کی کتنی جلدی ہوتی ہے اس کا اندازہ معزول صدر پروفیسر برہان الدین ربانی اور گورنر ہرات' اسماعیل خان کے ہرات میں تعمیر کرائے گئے دنیا کے عظیم ترین محل "خانہ جہاد" سے کیا جا سکتا ہے۔ روسیوں کے خلاف طویل جنگ کے بعد' جس میں لاکھوں افغان مردوں' عورتوں اور بچوں نے اپنی جانیں دیں اور لاکھوں دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوئے' افغان مجاہدین کی عارضی حکومت کا قیام عمل میں آتے ہی حکمرانوں کو سب سے پہلے جس چیز کا خیال آیا وہ کثیر لاگت سے تعمیر ہونے والے شاندار محل کا تھا نہ کہ فاقہ زدہ عوام اور تباہ حال ملک کا' یہ الگ بات ہے کہ انہیں اس محل میں رہنا نصیب نہ ہوا۔ اس کے برعکس امیر المومنین ملا محمد عمر کا قیام اپنی اسی کچی دیواروں اور جھونپڑی میں ہے جو کسی نے آپ کو عاریتاً دی تھی اور جس کے کئی حصے انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے بنائے تھے لیکن اس کے باوجود بڑے بڑے عیاش اور ظالم حکمران اس بوریا نشینی سے خوف میں مبتلا ہیں۔

عالم اسلام سمیت عالمی برادری کو افغانستان کے بارے میں ایک ہی غم کھائے جا رہا ہے کہ وہاں عورتوں کو سر ڈھانپنے پر کیوں مجبور کیا گیا ہے۔ چنانچہ امیر المومنین کو پہلی بار یہ کہنا پڑا کہ انسانی حقوق کے نام پر امریکہ اقوام متحدہ سے دنیا میں بے حیائی اور بدکاری پھیلانے کا کام لے رہا ہے تاکہ مسلمان بھی مغرب کی پیروی میں اپنے ہاں بچے کھچے خاندانی نظام کا جنازہ نکال کر اس عالمی تہذیب کا حصہ بن جائیں جس نے انسان کو حیوان کی سطح پر لا کھڑا کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے دو ٹوک الفاظ میں بتا دیا کہ ہم صرف قرآن کے پابند ہیں' کسی اقوام متحدہ کے تابع نہیں۔

افغان حکومت نے حکومت ایران سے مطالبہ کیا ہے کہ تین ہزار طالبان قیدیوں کے قاتل جنگی مجرموں کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ افغان حکام نے انتہائی دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک امریکی شہری اگر کہیں غلطی سے بھی ہلاک ہو جائے تو دنیا میں بھونچال آ جاتا ہے لیکن اتنی بڑی تعداد میں طالبان کا دھوکے سے قتل دنیا کا ضمیر نہیں جگا سکا' یہاں تک کہ خود مسلمان ممالک نے بھی اس پر کسی افسوس کا اظہار نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا نفاذ جرم ہے تو یہ جرم ہم سے سرزد ہوتا رہے گا۔ افغان حکام نے بتایا کہ مزار اور شبرغان میں کئے گئے ہولناک جنگی جرائم کے باوجود ہم نے دشمن کے جنگی قیدیوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا کیونکہ اسلام ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ افغانستان میں اسلام کا مثالی نظام عدل قائم کیا گیا ہے جس میں مقدمے کی پیروی پر نہ کوئی خرچ آتا ہے' نہ عدالتی فیس لگتی ہے بلکہ دور سے آنے والوں کا قیام و طعام بھی حکومت کے ذمہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتایا گیا ہے کہ افغانستان میں سود کے لین دین پر مکمل پابندی عائد ہے۔

(مرتب : سردار اعوان)

اسلام کی دو عیدیں

نماز عیدالفطر سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی ضروری ہے

تحریر : امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دونوں دو عظیم عبادات اور اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دو اہم ارکان کے ساتھ ملحق ہیں' یعنی عیدالفطر صوم رمضان کے ساتھ اور عیدالاضحیٰ حج بیت اللہ کے ساتھ۔ ان دونوں میں ایک طرف دوگانہ شکرانہ مع اضافی تکبیرات اور نماز کیلئے جاتے اور آتے ہوئے غلغلہ تکبیر بلند کرتے رہنا مشترک ہیں' جس کا حکم قرآن میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں صوم رمضان سے متعلق آیات کا اختتام بھی ان الفاظ مبارکہ پر ہوا کہ

"اور تاکہ تم پوری کرو تعداد اور تکبیر کرو اللہ کی اس ہدایت پر جو اس نے تم کو دی اور تاکہ تم شکر کرو"

اور سورۃ حج میں فرمایا :

"اور اس طرح اس نے قربانی کے جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کردیا تاکہ تم اللہ کی تکبیر کرو اس ہدایت پر جو اس نے تمہیں عطا فرمائی اور (اے نبیؐ) بشارت دیجئے احسان کی روش اختیار کرنے والوں کو"۔

اس طرح دونوں عیدوں کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے غرباء' فقراء' محتاجوں اور مسکینوں کیلئے خاص اہتمام رکھا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر تو ظاہر ہے یہ ضرورت قربانی کے گوشت کے ذریعے پوری ہو جاتی ہے' چنانچہ سورۃ الحج میں دوبار فرمایا کہ اس میں سے خود بھی کھاؤ اور غرباء و مساکین کو بھی کھلاؤ۔ چنانچہ پہلے فرمایا "کھاؤ اس میں سے خود بھی اور کھلاؤ فاقہ کش فقیروں کو بھی" اور دوبارہ پھر فرمایا یعنی کھاؤ اس میں سے خود بھی اور کھلاؤ ان قانع لوگوں کو بھی جو صاحب احتیاج ہونے کے باوجود صبرو قناعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ان کو بھی جو بے تاب ہو کر دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

عیدالفطر کے موقع پر اسی غرض کے تحت اسلام میں صدقہ فطر کا حکم دیا گیا ہے کہ تاکہ عید کی خوشیوں میں صاحب استطاعت لوگوں کے ساتھ غرباء و مساکین بھی شامل ہو جائیں۔ یہ صدقہ ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو اور پھر اس کو وسعت یہ دی گئی ہے کہ ایسا شخص صرف اپنی ہی طرف سے یہ صدقہ نہ کرے بلکہ اپنے زیر کفالت ہر ذی نفس کی جانب سے ادا کرے۔ یہاں تک کہ ایک بچہ اگر عین عید کی صبح کو تولد ہوا ہو تو اس کی جانب سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ صدقہ فطر کا ذکر اگرچہ قرآن میں تو موجود نہیں' تاہم متعدد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اس کا ذکر نہایت وضاحت اور غایت درجہ تاکید کے ساتھ آیا ہے' مثلاً بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد ہر مرد اور عورت اور ہر چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو لازم کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ نماز عید کیلئے جانے سے پہلے ادا کردیا جائے۔"

اس حدیث میں اگرچہ اس بات کی صراحت نہیں کہ یہ صدقہ فطر صرف صاحب نصاب پر واجب ہے لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے اور عقل سلیم کیلئے اس کا جاننا کچھ مشکل نہیں' اس لئے اس کی صراحت نہیں کی گئی۔

کھجوروں اور جو کی وضاحت اس لئے کی گئی کہ یہی اہل مدینہ کی عام خوراک تھی اور ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو سے ایک متوسط افراد پر مشتمل کنبے کی ایک دن کی غذائی ضروریات کی کفالت ہو جاتی تھی۔ گویا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک صاحب نصاب شخص کے گھر میں اگر کل دس افراد ہیں تو اس کے صدقہ فطر سے غریب مسلمانوں کے دس گھرانوں کی ایک دن کی خوراک کا پورا انتظام ہو گیا' اگرچہ صاع کے تعین میں کسی قدر اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک وہ ہمارے اوزان کے اعتبار سے ساڑھے تین سیر کے لگ بھگ ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک اس سے نصف یعنی پونے دو سیر کے لگ بھگ۔ اس کے تعین کیلئے لوگوں کو اپنے اپنے معتمد علیہ علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور چونکہ ہمارے یہاں کی عام خوراک گندم ہے' لہٰذا ساڑھے تین سیر یا پونے دو سیر گندم کی جو قیمت بازار میں ہو اس کے حساب سے ہر ہر فرد خانہ کی جانب سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔

صدقہ فطر کی نماز عید کے لئے گھر سے روانگی سے قبل ادائیگی کی تاکید کی مصلحت بھی واضح ہے کہ اس کا اصل مقصود ہی یہ ہے کہ غرباء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں آسودگی کے ساتھ شریک ہو سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان آبادی میں لوگ عید کی خوشیاں منا رہے ہوں جب کہ اسی آبادی میں کوئی مسلمان گھرانہ فاقے سے دوچار ہو۔ صدقہ فطر کی اس حکمت کو اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جو سنن ابی داؤد میں وارد ہوئی ہے۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر اس لئے واجب اور لازم کیا ہے کہ لوگوں کے روزے اگر فضول اور لایعنی گفتگو یا کسی فحش بات کے باعث آلودہ ہو گئے ہوں تو اس سے پاک ہو جائیں اور ساتھ ہی محتاجوں اور مسکینوں کے کھانے کا بندوبست ہو جائے!"

ان دونوں احادیث میں صدقہ فطر کے لئے زکوٰۃ الفطر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں' جس میں اصل اشارہ اسی جانب ہے کہ جس طرح فرض زکوٰۃ کا اصل بھی یہی ہے کہ لوگوں کی سیرتوں اور شخصیتوں کی تعمیر ان خطوط پر ہو سکے جو ان کے خالق و مالک کو پسند ہیں۔ اسی طرح یہ زکوٰۃ الفطر درحقیقت روزوں کو معصیت کی آلودگی سے پاک کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ البتہ جس طرح فرض زکوٰۃ اسلام کے معاشی نظام عدل اور انصاف کا اہم رکن ہے اور اس کے ذریعے معاشرے کے ان لوگوں کی کفالت ہوتی ہے جو کسی سبب سے معاشی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہوں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہوں' اسی طرح زکوٰۃ الفطر سے عید کے روز مسلمانوں کی عام خوشی میں پسماندہ لوگوں کی شرکت و شمولیت کا مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ صیام کی برکتوں سے کماحقہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مبارک مہینے کے اختتام پر عید کے روز صدقہ فطر ادا کرنے کی توفیق بھی دے تاکہ ہمارے غریب بھائی عید کی خوشیوں میں ہمارے ساتھ شریک ہو سکیں۔

بقیہ : خلافت راشدہ

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو نامزد کر کے فرمایا کہ ان میں سے جس پر کثرت رائے ہو جائے اسے خلیفہ بنا لیا جائے اور تاکید کردی کہ میرے بعد تین دن کے اندر اندر یہ معاملہ طے ہو جائے۔ حضرت صہیبؓ رومی کو حکم دیا کہ میری تجہیز و تکفین کے بعد ان چھ صحابہ کرامؓ کو ایک مکان میں بند کردینا اور جب تک وہ کسی ایک پر متفق نہ ہو جائیں اس وقت تک دروازہ نہ کھولنا۔ البتہ عبداللہ (حضرت عمرؓ کے صاحبزادے) بھی مشورہ میں شریک رہیں گے' لیکن خلافت سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اگر ارکان مجلس دو گروہوں میں بٹ جائیں تو عبداللہ کا فیصلہ ناطق ہو گا۔ نیز خلیفہ کا انتخاب ہونے کے بعد بھی اگر کوئی شخص خلافت کا مدعی رہے تو اسے قتل کردیا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نظام خلافت

تحریر و تحقیق : فرقان دانش خان

فاروقی عہد میں اسلامی تمدن کی ترقی سے بے شمار نئے مسائل پیدا ہوئے۔ آپؓ اس قسم کی نئی صورت حال میں صحابہؓ سے دریافت فرماتے تھے کہ اس مسئلہ سے متعلق انہیں کوئی حدیث نبویؐ معلوم ہے۔ چنانچہ کلام اللہ اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں آپؓ اجتہاد کرتے اور صحابہؓ کے مجمع میں اپنی رائے پیش کر کے فقہی مسائل کراتے تھے۔ آپؓ کے زمانہ میں علم فقہ میں بڑی ترقی و اشاعت ہوئی۔ آپؓ نے اپنے زمانے میں جو کام نظام حکومت کے ذیل میں پہلی بار کئے وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں :

۱) عوام کو انصاف مہیا کرنے کے لئے عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔
۲) بیت المال یعنی وزارت خزانہ قائم کی۔
۳) شمسی تاریخ اور سن ہجری کا اجراء کیا جو آج تک جاری ہے۔
۴) مسلمانوں کے خلیفہ کے لئے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔
۵) محکمہ فوج قائم کیا اور فوج کی تنخواہیں مقرر کیں۔ جابجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔
۶) مردم شماری کرائی۔
۷) قابل کاشت زمینوں کی پیمائش کروائی۔
۸) زراعت کی ترقی کے لئے نہریں کھدوائیں۔
۹) نئے شہر آباد کئے مثلاً کوفہ، بصرہ، بنیزہ، فسطاط اور موصل وغیرہ۔
۱۱) مفتوحہ ممالک کو انتظامی نقطہ نظر سے صوبوں میں تقسیم کیا۔
۱۱) عشور یعنی مال تجارت پر دسواں حصہ محصول مقرر کیا۔
۱۲) مجرموں کی تربیت اور سزا کیلئے جیل خانے قائم کئے۔
۱۳) راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال دریافت کرنے کا طریقہ نکالا۔
۱۴) دریا کی پیداوار مثلاً مچھلی وغیرہ کی آمدن پر محصول لگایا۔
۱۵) احتساب و مواخذہ کے لئے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
۱۶) لاوارث اور راہ پڑے بچوں کی پرورش کے لئے وظائف کا نظام جاری کیا۔
۱۷) قاعدہ بنایا کہ اہل عرب غلام نہیں بنائے جاسکتے۔
۱۸) اماموں، موذنوں اور معلموں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
۱۹) قیاس کا اصول وضع کیا۔
۲۰) فجر کی اذان میں "الصلوہ خیر من النوم" کا اضافہ کیا۔
۲۱) نماز باجماعت تراویح کا حکم دیا۔
۲۲) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنویں بنوائے۔ شہروں میں مسافروں کے لئے مہمان خانے بنوائے۔
۲۳) شراب کی حد (سزا) اسی درے مقرر کی۔
۲۴) تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔
۲۵) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا۔
۲۶) مساجد میں وعظ کا طریقہ جاری کیا۔
۲۷) مسجدوں میں روشنی کا انتظام کرایا۔

خلافت راشدہ

۲۸) یک وقت تین طلاقوں کو بائن قرار دیا۔
۲۹) جس لونڈی سے اولاد ہو جائے اسے فروخت کرنے سے منع فرما دیا۔
۳۰) ہجو کہنے والے شاعروں کے لئے سزا مقرر کی اور اشعار میں عورتوں کے ذکر پر پابندی لگادی۔
۳۱) مفتوحہ علاقوں کی زمین کو مجاہدوں میں تقسیم کرنے کے بجائے سرکاری ملکیت قرار دیا۔
۳۲) مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کیلئے روزینے (وظائف) مقرر کئے (اس سلوک سے اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے مقام اور عزت کا تعین کیا جاسکتا ہے)

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ :

حضرت عمر فاروقؓ نے ۲۳ ہجری میں حج کیا۔ حج سے واپسی پر جمعہ کے خطبہ میں فرمایا "لوگو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے میرے بدن پر تین ٹھونگیں ماری ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرا وقت قریب آگیا ہے۔" اس خطبہ کے چند روز بعد آپؓ ایک دن بازار کا گشت کر رہے تھے کہ راستہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پارسی (مجوسی) غلام "فیروز" (جس کی کنیت "ابولولوء" تھی) ملا اور شکایتاً کہا کہ "مجھے میرے آقا سے بچائیے، وہ مجھ سے بھاری ٹیکس لیتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کتنا ٹیکس (خراج) ادا کرتے ہو"۔ ابولولوء نے کہا "دو درہم روزانہ"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو۔ اس نے کہا میں بڑھئی، لوہار اور نقاش ہوں۔ آپؓ نے فرمایا ان پیشوں کے مقابلے میں یہ رقم زیادہ نہیں۔ جس پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔

ابولولوء نہاوند کا رہنے والا تھا اور رومیوں کے ہاتھوں اسیر ہو کر مسلمانوں تک پہنچا تھا۔ بعض واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابولولوء کا دل مذکورہ بالا واقعہ کے پیش آنے سے پہلے بھی حضرت عمرؓ کے خلاف کینہ سے لبریز تھا۔ کیونکہ آپؓ کے دور میں جب نہاوند فتح ہوا تو وہ نہاوند کے قیدیوں کو دیکھ کر روتا اور کہتا کہ عمرؓ نے میرا کلیجہ کھالیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ واقعہ کے دوسرے روز فجر کی نماز کے وقت وہ خنجر لے کر آیا اور جب حضرت عمرؓ امامت کے لئے کھڑے ہوئے تو اس نے اچانک پیچھے سے چھ وار کئے۔ حضرت عمرؓ نے فوراً عبدالرحمن بن عوفؓ کو اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ جنہوں نے اس حالت میں نماز مکمل کرائی کہ حضرت عمرؓ زخموں سے نڈھال تھے۔ نماز کے بعد قاتل کا پیچھا کیا گیا تو اس نے اپنے خنجر سے خودکشی کرلی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ فیروز۔ آپؓ نے فرمایا "الحمدللہ میرا قاتل ایسا شخص نہیں جس نے خدا کو ایک بھی سجدہ کیا ہو"۔ آپؓ کو گھر لے جایا گیا مگر زخم نہایت کاری تھا اور بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ فاروق اعظمؓ کو آقائے نامدار کے پاس دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی چنانچہ حضرت عائشہؓ سے اپنے بیٹے عبداللہ کے ذریعے حجرۂ نبویؐ میں دفن ہونے کی اجازت طلب کی کیونکہ حضرت عائشہؓ نے یہ جگہ اپنی تدفین کے لئے محفوظ رکھی تھی۔ تاہم حضرت عائشہؓ نے اس کی اجازت دے دی۔ زخمی ہونے کے تیسرے روز یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری بروز ہفتہ آپؓ نے اس دنیا کو خیرباد کہا۔ شہادت کے وقت آپؓ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

جانشینی :

آپؓ کی وفات سے پہلے صحابہ کرامؓ نے جانشین نامزد کرنے کے لئے درخواست کی۔ فرمایا کہ اگر میں کسی شخص کو خلیفہ نامزد کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا خلیفہ نامزد کیا تھا اور اگر نہ کروں تو بھی درست ہوگا کیونکہ آنحضورؐ نے اپنا خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تھا۔ تاہم آپؓ نے لوگوں کے اصرار پر امت کی رہنمائی کے لئے ایک (تیسری) درمیانی راہ اختیار کی کہ چھ جلیل القدر صحابہؓ جن کی اسلام کے لئے بڑی خدمات تھیں اور جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی یعنی حضرت علیؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

قرآن مجید' پیغام انقلاب اور نسخہ کیمیا بھی ہے

دینی تحریکوں نے بھی قرآن جیسی انقلاب آفرین کتاب کو اپنے نصاب سے خارج کر رکھا ہے

قرآن کی طرف پلٹنے ہی سے دین کا پرچم سربلند ہو گا

تحریر : محمد سمیع' کراچی

تمہیں حیرت ضرور ہوئی ہو گی کہ تم نے مسجد میں چپکائے گئے دورۂ ترجمہ قرآن کے اشتہار کو اتنی مرتبہ پھاڑا لیکن میں نے ہر مرتبہ نیا اشتہار چپکا دیا۔ میں تو اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کو اس کے اپنے عمل کا آخرت میں بدلہ ملے گا۔ مجھے اس کا کہ میں نے اشتہار لگائے اور تمہیں اس کا کہ تم نے وہ اشتہار پھاڑے۔ البتہ تمہارے اس عمل کو میں دو حوالوں سے دیکھتا ہوں' ایک نقطہ نظر تو خالص دینی ہے اور دوسرا خالص دنیوی۔ تمہارے اس عمل سے اس صدی کے ایک عظیم رجال دین کی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ

> "قرآن وہ کتاب نہیں جسے ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں صوفے پر دراز ہو کر مطالعہ کر کے سمجھا جائے' اسے تو غلبہ دین کی جدوجہد کے مختلف مراحل سے گزر کر ہی سمجھا جا سکتا ہے"۔

واقعہ یہ ہے کہ قرآن ہر دور میں ان کی رہنمائی کرتا ہے جو غلبہ دین کی جدوجہد کے مراحل سے گزر رہے ہوں۔ کیونکہ یہ اس عظیم اسلامی تحریک کی داستان ہے جس کے لئے ۲۳ سال کے مختصر عرصے کی جدوجہد کی گئی اور اس کے نتیجے میں اسلام کا وہ نظام عدل اجتماعی قائم ہوا جس کی مثال نہ پہلے انسانی تاریخ میں ملتی ہے اور نہ قیامت تک قائم کی جا سکتی ہے۔ اس اسلامی تحریک پر ایک ایسا دور بھی آیا جبکہ مکہ کے نوجوان اس سے متاثر ہوئے تو نظام کہنہ کے پاسداروں میں ہلچل مچ گئی اور انہوں نے غور کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ قرآن کے ذریعہ جو پیغام معاشرے کو دیا جا رہا ہے اس کی اثر آفرینی سے بچنا محال ہے۔ انہوں نے ایک انوکھا فیصلہ کیا کہ داعی انقلاب کو قرآنی دعوت سے روکنا تو ممکن نہیں البتہ یہ ضرور ممکن ہے کہ لوگوں کو اس کلام کے سننے سے روکا جائے۔ لہٰذا انہوں نے قرآن کی تلاوت کے دوران تالیاں پیٹنا شروع کر دیں اور شور و غل برپا کرنا شروع کر دیا' لیکن کیا وہ قرآن کی سماعت سے لوگوں کو روکنے میں کامیاب ہوئے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کا الٹا اثر ہوا۔ ان کی اس حرکت نے لوگوں میں تجسس پیدا کیا کہ آخر اس کلام میں وہ کیا خاص بات ہے جس نے ہمارے سرداروں کو بھی پریشان کر رکھا ہے۔ لہٰذا وہ پہلے سے زیادہ دلچسپی کے ساتھ یہ کلام سننے لگے۔

آج بھی یہی ہو رہا ہے۔ دعوت رجوع الی القرآن اور غلبہ دین کی تحریک کو آج یہی مرحلہ درپیش ہے۔ اس دور میں جبکہ قرآن سے اعراض عام ہے' لوگوں کو جب قرآن کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان لوگوں میں کھلبلی مچ جاتی ہے جنہوں نے تبلیغ دین سے قرآن کو خارج کیا ہوا ہے۔ قرآن ایک انقلابی کتاب ہے۔ آج بھی وہ لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیتا ہے لیکن ان لوگوں کی زندگیوں میں جو عمل کی نیت سے اسے سمجھ کر پڑھیں۔ اسے جب تبلیغ سے خارج کیا گیا تو اس کے نتیجہ میں ان نام نہاد دینداروں کا جم غفیر پیدا ہوا جن کے سامنے شریعت پامال ہو رہی ہے لیکن ان میں دینی غیرت بیدار نہیں ہوتی۔ وہ نماز روزے کے عمل میں جتنے تیز ہیں' اتنے ہی دنیاداری میں بھی' جو حلال و حرام کی تمیز کے بغیر ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ اس تبلیغ نے نہ ان کی معاشرتی زندگی میں کوئی تبدیلی برپا کی اور نہ ان کی معیشت کی تطہیر کی اور سیاست تو ان کے مذہب میں حرام ہی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس جم غفیر کو قرآن کی موثر دعوت سے بچانا تو ان پر لازم ہے۔ لہٰذا ایسی کسی دعوت کے تمام ذرائع پر پہرے بٹھا دو' ان کا لٹریچر لوگوں کو ہرگز نہ پڑھنے دو۔ کہیں ان میں دین کا حقیقی شعور بیدار نہ ہو جائے۔ یہ ان وڈیروں سے کم نہیں جو اپنے ہاریوں پر تعلیم کے دروازے بند رکھتے ہیں۔ مبادا کہ تعلیم ان میں "باغیانہ" شعور بیدار نہ کر دے۔ ان کے کسی اشتہار کو لوگوں تک نہ پہنچنے دو' حالانکہ آج ذرائع ابلاغ کی ترقی نے پوری دنیا کو ایک چھوٹی سی بستی میں تبدیل کر دیا ہے۔ ابلاغ کے سیلاب کے آگے بند باندھنا ممکن نہیں۔ ان شاء اللہ قرآن کی دعوت اس گونگے بہرے جم غفیر میں ارتعاش پیدا کرے گی' لوگ قرآن کی طرف پلٹیں گے اور اس کے نتیجہ میں دین کا پرچم سربلند ہو گا۔

اب میں تمہیں دنیوی نقطہ نظر سے آئینہ دکھاتا ہوں۔ انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ

"No body kicks a dead horse"

کوئی کسی مردہ گھوڑے کو لات نہیں مارتا۔ جی ہاں صرف اسی گھوڑے کو لات ماری جاتی ہے' جس میں زندگی ہو۔ اسی تحریک کی مزاحمت کی جاتی ہے جس میں زندگی ہو۔ جس تحریک سے مراعات یافتہ طبقے کو کوئی خطرہ نہ ہو وہ اس تحریک کے فروغ کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس تحریک کا خود کو ہمدرد ظاہر کرنے کے لئے نہ صرف سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں بلکہ اس کی سرپرستی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ؂

> مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
> اور پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

کیونکہ انہیں اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو کہیں صورت حال اس شعر کے مطابق نہ ہو جائے کہ ؂

> نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
> کہ رسم خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

اگر رسم شبیری چل پڑے تو اقتدار کے ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا ہے' یہ ایوان اقتدار خواہ سیاست کاروں کے ہوں یا دینداروں کے۔ لیکن میرے دوست یاد رکھو تمہارا یہ خوف ایک دن حقیقت بن کر ظاہر ہو گا۔ انسان کا شعور اب بیدار ہو رہا ہے' اسے زیادہ دنوں تک گونگا بہرہ بنا کر نہیں رکھا جا سکتا۔

ضروری اطلاع

قارئین مطلع رہیں کہ عید الفطر کی تعطیلات کی وجہ سے ندائے خلافت کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہو گا۔

(ادارہ)

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی
کا دورۂ سرحد

ناظم اعلیٰ محترم عبدالرزاق نے حلقہ سرحد کا ایک مختصر دورہ کیا۔ یہ دورہ حلقہ سرحد کے امیر میجر (ر) فتح محمد صاحب کی استدعا پر کیا گیا۔ دورہ کے پہلے مرحلہ میں محترم عبدالرزاق صاحب ۱۷ دسمبر ۹۷ء کو مردان پہنچے۔ مختصر آرام اور ناشتہ کے بعد راقم اور ناظم اعلیٰ مردان سے سواڑی کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں پر ایک اسرہ کا قیام حال ہی میں ہوا ہے۔ محترم محمد صدیق رفیق تنظیم نے اپنی دکان میں ایک چھوٹا سا حصہ لائبریری کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔ سواڑی کے نقیب اسرہ محمد ایاز' ذیلی حلقہ مالاکنڈ کے ناظم مولانا غلام اللہ خان اور دیگر رفقاء ہماری آمد کے منتظر تھے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج ڈگر کی جامع مسجد میں خطاب جمعہ عبدالرزاق کے لئے پہلے سے طے تھا۔ ناظم حلقہ اور نقیب اسرہ سے مختصر گفتگو کے بعد مسجد کی طرف روانگی ہوئی۔ عبدالرزاق صاحب نے خطاب جمعہ میں دین کی اہمیت اور اقامت دین کے فریضہ پر گفتگو کی۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں اسرہ سواڑی کے ۷ رفقاء اور ۳ منفرد رفقاء حاضر تھے۔ رفقاء کے ساتھ آئے ہوئے احباب کی تعداد ۹ تھی۔ ناظم اعلیٰ نے نظم کی پابندی پر گفتگو کی۔ سواڑی بونیر کے بعد اگلا مقام مینگورہ سوات تھا۔ قبل از عشاء مینگورہ سوات آمد ہوئی۔ یہاں منفرد رفقاء کو منتظر پایا۔ رفقاء سے تنظیمی اور دعوتی گفتگو ہوئی۔ رات کا قیام مینگورہ سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلے پر سالنڈہ میں خورشید عالم صاحب کی رہائش گاہ پر ہوا۔ ۲۰ دسمبر کو بٹ خیلہ اور دیر کا پروگرام تھا۔ یہاں ۷ رفقاء سے ملاقات کے علاوہ ناظم اعلیٰ نے ذیلی حلقہ کے ناظم غلام اللہ خان کے ساتھ حلقہ کے معاملات پر مشورہ کیا۔ اس کے بعد دیر کے لئے روانگی ہوئی۔ اسرہ دیر اور منفرد رفقاء کو دیر کے دفتر تنظیم اسلامی میں منتظر پایا۔ یہاں پر دیر کی مشہور مسجد میں بعد نماز عشاء عبدالرزاق صاحب نے خطاب کیا۔ سخت سردی کے باوجود یہاں پر ۳۵ احباب نے خطاب سنا۔ خطاب کے بعد احباب نے بھی سوال کئے۔ یہاں پر کل ۱۲ رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ اس میں اسرہ دیر' اسرہ گنوری اور اسرہ بلی بیوڑ کے رفقاء کے علاوہ منفرد رفیق بھی شریک تھے۔ تعارف تنظیمی اور دعوتی امور کے بعد نقیب اسرہ دیر سعید اللہ خان نے مہمان رفقاء کے لئے عشائیہ کا اہتمام کیا۔ ۲۱ دسمبر کا دن اسرہ تیمر گرہ اور اسرہ باجوڑ کے رفقاء سے ملاقات کے لئے مختص تھا۔

اسرہ تیمر گرہ کے نقیب محمد فہیم صاحب کے ساتھ رفقاء ہمارے منتظر تھے۔ تعارف اور عمومی حالات پر گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات میں اسرہ تیمر گرہ کے رفقاء شامل ہوئے۔ ناظم اعلیٰ نے تنظیمی امور کے متعلق مختلف استفسارات کئے۔ تعارف دعوتی اور تنظیمی امور کے بعد یہ مجلس برخاست ہو گئی۔ راقم' عبدالرزاق' مولانا غلام اللہ خان اور احسان الودود' محمد فہیم کی رہائش گاہ کے لئے روانہ ہوئے' جہاں انہوں نے ظہرانہ کا اہتمام کیا تھا۔ اس کے بعد باجوڑ کے لئے روانگی ہوئی۔ باجوڑ کے رفقاء سے نماز ظہر کے بعد ملاقات طے تھی۔ باجوڑ میں ۱۳ رفقاء سے ملاقات ہوئی' آٹھ احباب بھی اس ملاقات میں شریک ہوئے۔ بعد از طعام پشاور کے لئے روانگی ہوئی اور بعد عشاء دفتر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد مورخہ ۲۱ دسمبر کو پہنچے۔ پشاور کے رفقاء اور ذیلی حلقہ مردان و پشاور کے منفرد رفقاء سے ۲۲ دسمبر کو ملاقات طے تھی۔ اس ملاقات میں ۴۵ رفقاء شامل ہوئے جس میں پشاور کے ۸ رفقاء اور باقی سب منفرد رفقاء تھے جو کہ پشاور' مردان کے مختلف مقامات سے اس اجلاس کے لئے آئے تھے۔ یہاں پر نظم کی پابندی اور دعوتی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے متعلق گفتگو ہوئی۔ (مرتب : میجر (ر) فتح محمد)

تنظیم اسلامی ملتان شہر
کا خصوصی دعوتی اجتماع

نیکیوں کے موسم بہار اور رمضان المبارک کی آمد کے سلسلہ میں اس مرتبہ تنظیم اسلامی ملتان شہر نے ایک خصوصی دعوتی پروگرام کا اہتمام کیا۔ اس پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مقامی روزنامہ اخبار میں بینل اشتہار دیا گیا' ۵۰۰ کارڈ چھپوائے گئے۔ پروگرام قرآن اکیڈمی کی بجائے ملتان کے معروف "رضا ہال" ضلع کونسل ملتان میں منعقد کیا گیا۔ یہ پروگرام اس لحاظ سے بھی منفرد تھا کہ اس میں نہ صرف تنظیم اسلامی کے قائدین نے خطاب کیا بلکہ مختلف علمائے کرام نے خطاب فرما کر لوگوں کو رمضان المبارک کی برکات سے آگاہ کیا۔ جن علماء کرام نے خطاب کیا ان کے اسمائے گرامی درج ہیں : جناب ریاض الرحمن صاحب اسسٹنٹ پروفیسر زکریا یونیورسٹی (تنظیم اساتذہ) جناب پروفیسر علی اصغر سلیمی (جماعت اسلامی)' جناب محمد عمر خان (تحریک محنت)' علامہ محمد عمر حیات الحسینی (تحریک منہاج القرآن)' علامہ محمد کفیل بخاری (مجلس احرار اسلام)' جناب مختار حسین فاروقی (تنظیم اسلامی)

سٹیج سیکرٹری کے فرائض تنظیم اسلامی ملتان شہر کے امیر جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی نے ادا کئے جبکہ صدارت کے فرائض بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کے پروفیسر جناب ریاض الرحمن نے نبھائے۔ سب سے پہلے قاری نعمان الرب ارشد کو تلاوت کے لئے دعوت دی گئی جنہوں نے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۳ تا ۱۸۶ کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد محترم خاکوانی صاحب نے پروگرام کی اہمیت پر مختصر روشنی ڈالی اور پروگرام کی غرض و غایت سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے پہلے مقرر جناب علامہ محمد عمر حیات الحسینی کو خطاب کی دعوت دی۔ علامہ محمد عمر حیات الحسینی تحریک منہاج القرآن سے وابستہ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

انہوں نے سورۂ بقرہ کی آیت ایک کے حوالے سے قرآن مجید کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ نے ہی اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ یہ کتاب ہدی للمتقین ہے اور شفاء لما فی الصدور ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کی حکمت و فلسفہ اور ہدایت و راہنمائی کو واضح کیا۔

دوسرے مقرر جناب محمد عمر خان کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ موصوف تحریک محنت کے ضلعی صدر ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب کے آغاز میں بھی تنظیم اسلامی کے مدرسین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی کے قائدین میرے لئے اساتذہ کرام کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ میری تقریر انہی کی محنتوں کا ثمر ہے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں نہایت سادہ اور سلیس زبان میں رمضان المبارک کی برکتوں پر روشنی ڈالی۔

ان کے بعد بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کے پروفیسر جناب علی اصغر سلیمی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ محترم سلیمی صاحب نے تاریخی اور قدیم حقائق پیش کئے۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں قرآن مجید کے احکامات اور مغربی فلسفوں میں مدلل انداز میں موازنہ کیا۔ انہوں نے علم قدیم اور علم جدید کی بھی وضاحت کی اور اسلامی تحریکوں خصوصاً پاکستان میں اقامت دین کے لئے جاری کوششوں کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد ہر مسلمان کا فرض ہے۔ تحریکوں کے لئے ایسے کارکن اور لیڈر چاہئیں' جو صرف کام کام اور کام کے قاعدہ کے مطابق عمل پیرا ہوں۔ جو کارکن اور قائد جلد باز ہوتے ہیں' وہ کبھی بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا آج کے اس میں ایسے کارکن اور مجاہد تیار کئے جائیں جو نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنی زندگیاں وقف کر سکیں' جن کے پیش نظر صرف کام ہو نتائج نہ ہوں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نواسے علامہ محمد کفیل کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں رمضان المبارک کی فضیلت و اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے قرآن مجید کی عظمت کے بیان پر موتی بکھیرے اور بڑے خوبصورت الفاظ میں اپنے خطاب کو سمیٹا۔

تقریب کے آخری مقرر تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب کے امیر جناب انجینئر مختار حسین فاروقی خطاب کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے سورۂ بقرہ کی چند آیات کے حوالے سے کہا کہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا اور اس کے آخری عشرے میں ایک ایسی بابرکت رات ہے جس کی عظمت کو قرآن مجید نے اس طرح نکھارا ہے کہ وہ ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ انہوں نے کہا کہ پچھلے سال ہم میں کتنے لوگ تھے جو اس دفعہ اس دنیا میں اپنی مہلت عمر ختم کر کے دار آخرت کو روانہ ہو چکے

آج اللہ تعالی نے جن مسلمانوں کو مہلت دی ہے۔ وہ وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ رمضان المبارک کی برکتوں سے مستفید ہوں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگے اور خلوص دل کے ساتھ آئندہ کے لئے توبہ کرے اور اس دنیا اور اس ملک پر اقامت دین کے لئے اپنا تن من دھن لگادے۔ آج وہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس میں ظلم ننگا ناچ رہا ہے' سرمایہ دار' جاگیردار' سیاست دان اور بیورو کریٹ پاکستان کے لئے ایسے ناسور بن چکے ہیں' جو ہر لحہ پاکستان کی بنیادوں پر تیشہ چلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج ہر مسلمان اپنی زندگی میں داعی الی اللہ بن کر کھڑا ہو جائے اور ظلم اور ناانصافی کے اس دور کو ختم کر کے اسلام کا عادلانہ نظام کو قائم کیا جاسکے۔ تنظیم کے پیغام کو پھیلانے کے لئے شرکاء میں دورۂ ترجمہ القرآن کے hand bil اور hanging card تقسیم کئے گئے اور کتب کا سٹال بھی لگایا گیا۔ (مرتب : شہباز نور)

رفقاء کوئٹہ کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی کوئٹہ کی جانب سے ۲۱۔ ۲۰ دسمبر کو دو روزہ پروگرام منعقد ہوا۔ شہر کے مرکز "میزان چوک" میں ایک تعارفی کیمپ لگایا گیا۔ کیمپ میں تنظیم کا لٹریچر اور مکتبہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کیمپ سے رجوع کیا' جس سے تنظیم کا تعارف ہوا۔ مکتبہ سے تقریباً ۲۲۰۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں جو کہ کوئٹہ تنظیم کی ریکارڈ سیل ہے۔

پہلے دن کیمپ میں قاری شاہد اسلام بٹ' خواجہ ندیم اور محمد طارق موجود رہے جبکہ نور بخش اور عمر دراز جزوی طور پر شریک رہے۔ راقم اور جاوید انور نے بھی ذمہ داری ادا کی۔ امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ محبوب سبحانی بھی وقفہ وقفہ سے کیمپ کا دورہ کرتے رہے۔ دوسرے دن اسحاق صاحب اور محمد شوکت علی کیمپ میں موجود رہے جبکہ اقتدار احمد خان نے بھی جزوی شرکت کی۔

اس پروگرام کے انعقاد میں کامران مسعود کی کاوشیں قابل ذکر ہیں۔ کیمپ میں آنے والے احباب نے جو سوالات کئے ان میں سے چند یہ ہیں :

۱) کیا آپ جماعت اسلامی کا حصہ ہیں؟
۲) پاکستان میں انقلاب کب آئے گا؟
۳) آپ کی تنظیم کے لوگوں کی تعداد کم کیوں ہے؟

(رپورٹ : ملک تنویر اعجاز)

ضرورت رشتہ

۳۰ سالہ ایم اے (اسلامیات) کراچی کی رہائشی سید خاندان کی اکلوتی بیٹی' کالج لیکچرار کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

☆ ☆ ☆

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ صدارتی الیکشن میں جس بیلٹ پیپر پر پاکستان کے خلاف نعرہ لکھا گیا وہ محفوظ ہے۔ (الیکشن کمیشن)
✪ ایسے "نابنجار" کی تلاش اور سزا حکمرانوں کا آئینی فریضہ ہے مگر . . . .
☆ فوج ذمہ داریاں پوری کرنے کیلئے قدم اٹھائے تو یہ سیاسی نظام میں مداخلت نہیں۔ (قاضی حسین احمد)
✪ ہمارے خیال میں اسے ایک "ماہرانہ" رائے قرار دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
☆ بے نظیر بھٹو نے وزیراعظم سیکرٹریٹ کو "کمیشن شاپ" بنادیا تھا۔ (گوہر ایوب)
✪ اور ستم بالائے ستم تو یہ تھا کہ اس کمیشن شاپ کے ٹھیکے دار بھی خیر سے جناب آصف علی زرداری تھے۔
☆ سیاست پر مسلط فرعون اختلافات کے باوجود شیطانی نظام پر متفق ہیں۔ (طاہر القادری)
✪ جن کے خلاف متفقہ "کارروائی" ہی نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔
☆ بہت جلد قرآن وسنت کے قوانین پر مبنی اسلامی نظام قائم کردیا جائے گا۔ (صدر مملکت رفیق تارڑ)
✪ صدر صاحب براہ کرم "بہت جلد" کی وضاحت بھی فرمادیں' اس لئے کہ ۹۰ دن کے گیارہ سال بھی تو ہوتے ہیں!
☆ ملک چلانے کے لئے طاقتور وزیراعظم کی ضرورت ہے۔ (نواز شریف)
✪ حکومت وزیراعظم کو طاقتور بنانے کے لئے "شاہی آئینی ماہرین" کی تلاش ہے "کا اشتہار شائع کرادے تو آسانی رہے گی۔
☆ بے نظیر زرداری کے کاروبار میں براہ راست ملوث تھیں۔ (نیویارک ٹائمز کا تبصرہ)
✪ مشرقی بیوی بھی اگر شوہر نامدار کے "کارناموں" میں تعاون نہیں کرے گی تو اور کون کرے گا۔
☆ رمضان المبارک کا پہلا ہفتہ' گیارہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ
✪ تاجروں کے لئے رمضان حقیقی طور پر "برکتوں" والا مہینہ بن کر آیا ہے۔
☆ پیر پگاڑا کے گھر میں بڑا سور داخل ہوگیا۔ (ایک خبر)
✪ "اسے ہم محض حسن اتفاق ہی کہہ سکتے ہیں"
☆ خصوصی عدالتیں دہشت گردی روکنے میں ناکام ہوگئی ہیں۔ (بے نظیر)
✪ لہٰذا . . . . .
☆ بھاری مینڈیٹ کے زعم میں خاندان شریفیہ کی بنیاد رکھی جارہی ہے۔ (رحمت وردگ)
✪ "خاندان غلاماں" اور "خاندان مغلیہ" کے بعد "خاندان شریفیہ" ایک اچھا اضافہ ہے۔
☆ ہمارا سیکورٹی پلان ناکام ہوچکا ہے۔ (پنجاب پولیس کا اعتراف)
✪ شکر ہے پولیس نے بھی حقیقت پسندی کا مظاہرہ کر ہی دیا ہے۔
☆ امریکہ سے ایف ۱۶ طیارے حاصل کرنے کے لئے پاکستان قانونی چارہ جوئی کرے گا۔ (دفتر خارجہ)
✪ آخر اتنی "پھرتیاں" دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔

عمر ۳۰ سال 'بی اے' ہومیو ڈاکٹر کراچی میں رہائش پذیر لڑکی کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔
رابطہ : عمر دراز اعوان' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

۲۴ سالہ بی ایس سی مع دو سالہ دینی تعلیم کا کورس' باپردہ لڑکی کے لئے دیندار گھرانے سے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔ رابطہ : معرفت ن۔ س' ماہنامہ "میثاق" 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

عید مبارک

ادارہ ندائے خلافت کی جانب سے جملہ رفقاء و احباب عید سعید کے پرمسرت موقع پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۴
سالانہ زرتعاون ۔/۳۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۴۲

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

"مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا"
جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں (حدیث نبوی)

گھی، دُودھ سے حاصل کردہ چکنائی کو کہتے ہیں، اس کے علاوہ کسی دوسری چکنائی کو گھی نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ تو مختلف اقسام کے تیل ہیں جو گھی کے نام پر فروخت ہوتے ہیں

جدید تحقیق کے مطابق دیسی گھی بہترین قدرتی چکنائی ہے

قدرتی طور پر وٹامن اے اور ڈی سے بھرپور

دیسی گھی کا بہترین تحفہ

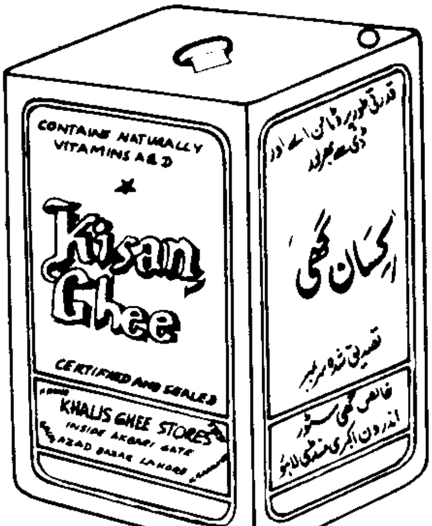

کِسان گھی

آپ کا آزمودہ

متبادل چکنائیوں کی نسبت زود ہضم اور لذیذ

پنجاب کے دیہاتوں سے حاصل کردہ
خوش رنگ قدرتی خوشبو کے ساتھ

ایک کلو، ۲/۱ ۲ کلو، ۲/۱ ۴ کلو اور ۱۶ کلو کے سربمہر ٹن کے ڈبوں میں پیک شدہ

پیکرز: خالص گھی سٹورز

آزاد بازار، اکبری منڈی لاہور، فون: 7652852-7242135